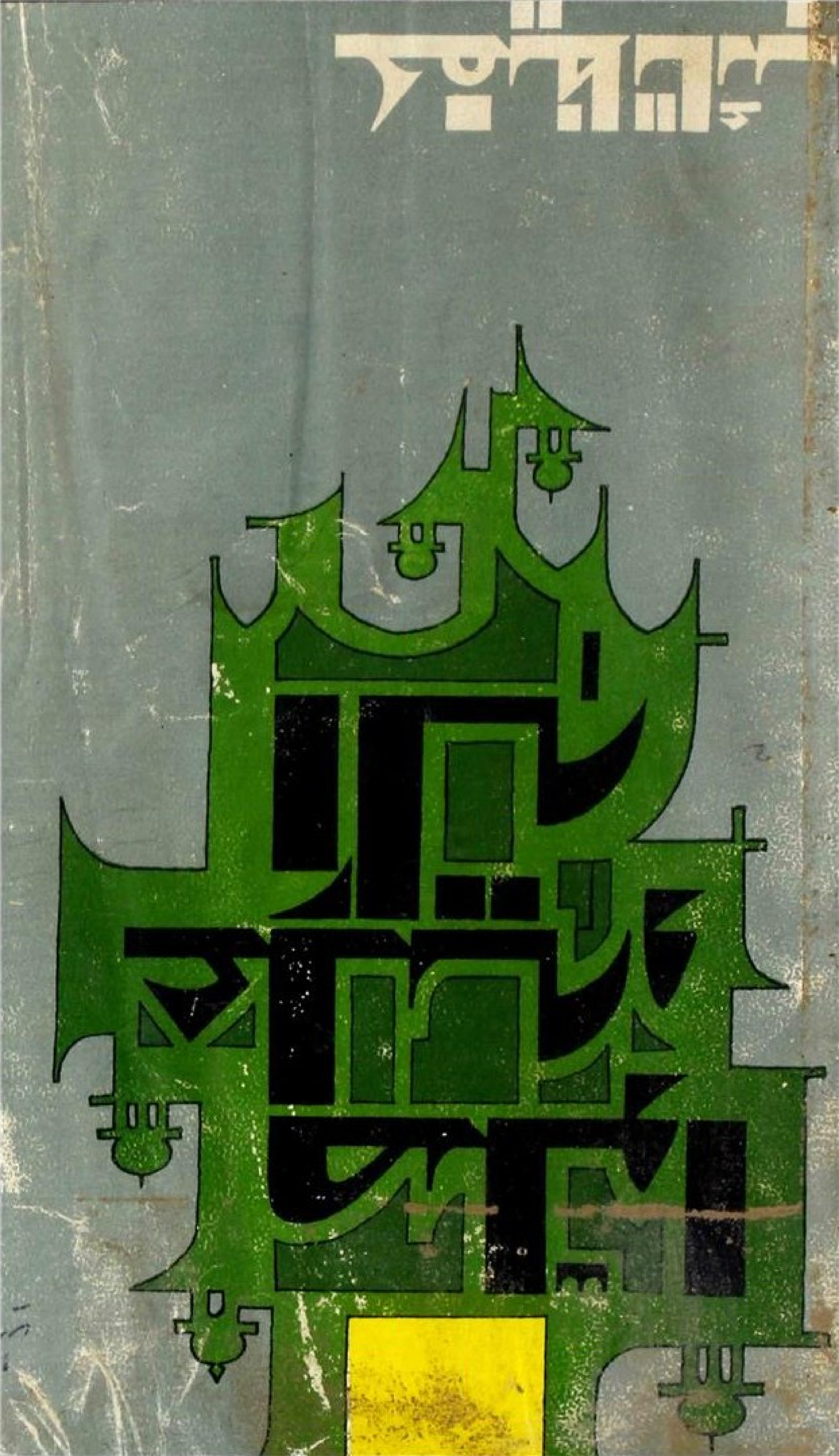

ڈاکٹر وحید قریشی

حفیظ تائب کا مجموعۂ نعت دو لحاظ سے اہمیت رکھتا ہے۔ ایک تو اس اعتبار سے کہ اس میں اُردو کی نعتیہ شاعری کی عام روایت سے ہٹ کر رسُول مقبولؐ سے عقیدت و محبت کا اظہار کیا گیا ہے۔ انہوں نے عام نعتوں کی پیروی میں رسُول پاک کے سراپے کو موضوع نہیں بنایا اور نہ ہندی شاعری کی روایت سے اثر لے کر حُبِ رسُولؐ کو کرشن اور گوپیوں کی سطح پر محسوس کیا ہے۔ انہوں نے رسُولِ اکرمؐ کی ذات کے احترام کو بھی برقرار رکھا ہے اور محبت کے ساتھ اسوۂ حسنہ کی تفصیلات بھی بیان کی ہیں مجموعہ کی دُوسری اہم خوبی یہ ہے کہ یہ اشعار تائب کے نزدیک محض ثواب کمانے کا ذریعہ نہیں، بلکہ انہوں نے جو کچھ کہا ہے اسے تخلیقی سطح پر محسوس بھی کیا ہے۔ یہ کلام اُن اعلیٰ لمحات کی روداد ہے، جو کسی بھی بڑے شاعر کے لیے سرمایۂ افتخار ہو سکتی ہے۔ مقصدی شاعری بالعموم پراپیگنڈہ اور صحافت سے ملوّث ہو جایا کرتی ہے اور عام طور پر مقصدی شعرا مقصد کی عظمت کو فن پر قربان کر دیتے ہیں۔ حفیظ تائب نے مقصد کو اپنے آپ پر طاری نہیں کیا، اسی لیے وُہ ہمارے دینی و ادبی سرمائے میں گراں قدر اضافہ کرنے کا باعث ہُوئے ہیں۔

اِحسان دانش

حفیظ تائب اس دَور کے ممتاز نعت گو ہیں، جن کے کلام میں اُن کا عشق و عقیدہ جھلکتا ہے۔ وُہ دل سے نعت کہتے ہیں اور زبان و قلم سے ادا کرتے ہیں۔ ہم لوگ اُن پر رشک کرتے ہیں اور دُعائیں دیتے ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ اُن کی نعتوں کا یہ مجمُوعہ سندِ قبول تک پہنچے گا۔

احمد ندیم قاسمی

جدید اُردو نعت گوئی میں حفیظ تائب کی آواز سب سے منفرد، نہایت بھرپُور اور انتہائی شیریں آواز ہے۔ اُس کی نعت میں عشق و عقیدت کی وارفتگی پر "با محمدؐ ہوشیار" کی سلیقہ مندی کا پہرہ ہے۔ ساتھ ہی حفیظ تائب کی نعت تمام ممکنہ فنی محاسن سے آراستہ ہے اور ایک کڑی حدِ ادب قائم رکھ کر اس اعلیٰ معیار کی نعت کہنا، جو اس دَور میں سند کا درجہ رکھتی ہے صرف حفیظ تائب کا اعزاز ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صلوا علیہ و آلہ

صلوا علیہ و آلہٖ

مجموعۂ نعت

حفیظ تائب

سیرت مشن پاکستان، لاہور

ناشر	سیرت مشن پاکستان۔ نسیم مارکیٹ، ۲۱ ریلوے روڈ لاہور
ناظم اشاعت	حاجی محمد نعیم، محمد شفیع ٹنریز
کتابت	محمد حسین (شاہ)
تزئین	اسلم کمال
مطبع	نقوش پریس، لاہور
سال اشاعت	۱۳۹۸ھ ۱۹۷۸ء
تعداد	دو ہزار
صفحات	۱۳۶
قیمت	۲۰ روپے

تقسیم کار: آئینۂ ادب۔ چوک مینار۔ انارکلی لاہور

انتساب

مادرِ مہربان و خلد مقام — رحمتِ ایزدی ہو تجھ پہ مدام
آہ کے ساتھ اب تو آتا ہے — میرے افسردہ لب پہ تیرا نام

تیرے اندازِ تربیت سے مجھے — شغفِ مدحتِ حضورؐ ملا
تیرے فیضانِ چشم ہی کے طفیل — میری قندیلِ فن کو نور ملا

تُو نے بخشا مجھے وہ سوز و گداز — جو مرا اعتبارِ فن ٹھہرا
جس نے گلہائے نطق مہکائے — فکر پیرایۂ چمن ٹھہرا

یہ مری زندگی کا سرمایہ — صورتِ مدحتِ رسولِؐ انام
کر رہا ہوں بہ صد خلوص و نیاز — اسے منسوب تیری روح کے نام

جسم کا ربط و ضبط فانی ہے
رشتۂ روح جاودانی ہے

فہرست

— تجزیہ (ڈاکٹر سید عبداللہ)
— مقدمہ (ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں)

— حمد ، ۱۹
— دعا ، ۲۱
— آیۂ نور ، ۲۵
— التماسِ کرم بہ حضورِ تاجدارِ حرم ، ۲۹
— خوش خصال و خوش خیال و خوش خبر، خیر البشرؐ ، ۳۲
— پائی نہ تیرے لطف کی حد سیدؐ الورٰی ، ۳۵
— بادِ رحمت سنک سنک جائے ، ۳۷
— دے تبسم کی خیرات ماحول کو ہم کو درکار ہے روشنی یا نبیؐ ، ۳۸
— اے روحِ تخلیق ! اے شاہِؐ لولاک ، ۴۰
— رہی عمر بھر جو انیسِ جاں وہ بس آرزوئے نبیؐ رہی ، ۴۲
— تج کے بے روح مشاغل اے دل ، ۴۳
— خوشبو ہے دو عالم میں تری اے گل چیدہ ، ۴۵
— جلوۂ فطرت ، چشمۂ رحمت ، سیرتِ اطہر ، ماشاء اللہ ، ۴۷
— ہر منفعتِ دنیا سے ہوئے ہم مستغنی الله غنی ، ۴۸
— نعتِ حضرتؐ مری پہچان ہے سبحان اللہ ، ۴۹
— کھلا بابِ حرم الحمد للہ ، ۵۱
— نورِ نبیؐ ہے نظارہ گستر اللہ اکبر ، ۵۲
— اے سرورِؐ دیں نور ہے یکسر تری سیرت ، ۵۴
— دلوں کی تہہ میں پوشیدہ محبت دیکھنے والا ، ۵۶
— روح میں نقش چھوڑتی صورت ، ۵۸
— منارِ رشد و ہدایت ، سحابِ رحمت وجود ، ۶۰
— یوں ذہن میں جمالِ رسالت سما گیا ، ۶۲
— ظہورِ سرورِؐ کون و مکاں ، ظہورِ حیات ، ۶۴
— ماورائے حدِ ادراک رسولِؐ اکرم ، ۶۵
— نامِ رسولؐ سے ہے نمودِ کمالِ فن ، ۶۷
— انبیا میں عدیم النظیر آپؐ ہیں ، ۶۹
— خلق کیوں اُس کی نہ گرویدہ ہو ، ۷۱
— عالم افروز ہیں کس درجہ حرا کے جلوے ، ۷۳

— نشاطِ روح خیالِ محمدؐ عربی ، ۷۴
— غنی ہے شاعرِ نادار اے شہؐ ابرار ، ۷۶
— کہاں زبانِ سخنور، کہاں ثنائے حبیبؐ ، ۷۸
— نبیؐ کو مظہرِ شانِ خدا کہیے ، بجا کہیے ، ۷۹
— دل بھی کیا ہے بس اک طلب کے سوا ، ۸۱
— زیست کے عنواں اشاراتِ رسولِؐ ہاشمی ، ۸۲
— وقفِ ذکرِ شہِؐ حجاز رہوں ، ۸۴
— ہجومِ رنگ ہے میری ملول آنکھوں میں ، ۸۵
— خواب ہی میں رُخِ پُرنور دکھاتے جاتے ، ۸۶
— رونقِ عالمِ رنگ و بُو آپؐ ہیں ، ۸۷
— جس سے ہے بحرِ جاں میں انوار کا تلاطم ، ۸۸
— روح میں کیفِ ثنا پاتا ہوں ، ۸۹
— رسولِؐ عالمیاں، ذاتِ لم یزل کا حبیبؐ ، ۹۲
— لب پہ نبیؐ کا اسمِ مبارک رواں ہُوا ، ۹۴
— مہرِ خدا ہی ہے چہرۂ گلگوں حضورؐ کا ، ۹۵
— اترے ملک زمینِ حرم پر ترے حضور ، ۹۶
— کیا مجھ سے ادا ہوں ترے حق ہادیِ برحق ، ۹۸
— جاں آبروئے دیں پہ فدا ہو تو بات ہے ، ۱۰۰
— زیست کی روحِ رواں ہے مرے خواجہؐ کی نظر ، ۱۰۱
— کھِلا گئی ہے بہر سُو نبیؐ کی طبعِ نفیس ، ۱۰۲
— کب ہوگی شبِ ہجراں کی سحر اے سرورِؐ عالم صلِّ علیٰ ، ۱۰۳
— تیرا دربار ہے عالی آقاؐ ، ۱۰۴
— آفاق رہینِ نظرِ احمدِؐ مختار ، ۱۰۶
— شوق و نیاز و عجز کے سانچے میں ڈھل کے آ ، ۱۰۸
— صبحِ سعادت ، ۱۰۹
— عیدِ میلاد النبیؐ ، ۱۱۲
— پھر اُٹھا ہاتھ بہرِ دعا یا نبیؐ ، ۱۱۴
— معراجِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ، ۱۲۰
— شبِ اسرا ، ۱۲۲
— غزوۂ بدر ، ۱۲۵
— آرزوئے حضوری ، ۱۲۷
— گنبدِ خضرا کے سائے میں ، ۱۳۲
— قدموں میں شہنشاہِؐ دو عالم کے پڑا ہوں ، ۱۳۵
— بارگاہِ نبوی میں جو پذیرائی ہو ، ۱۳۶

تجزیہ

ڈاکٹر سیّد عبداللہ
صدر دائرہ معارفِ اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

صلّوا علیہ و آلہٖ

نعت کا فن ہمیشہ ہی سر سبز رہا، ثنا خوانانِ جمال و کمالِ نبیؐ سدا سدا شمعِ رُوئے جہاں تابِ رسولؐ سے عقیدت کے دیئے جلاتے رہے۔ یہ مضمون سدا بہار ہے، اس پر خزاں نہیں آتی، اسے صرصرِ ایام افسردہ نہیں کر سکتی۔ یہ وہ گُل ہے جو ہمیشہ کھِلا رہتا ہے۔

لیکن اب اس دَور میں کہ دلوں کی کھیتیاں جلد جلد خشک اور ویران ہو جاتی ہیں، سیرابی و نشادابی کی ضرورت بھی بڑھتی جاتی ہے اور جتنی جتنی یہ ضرورت بڑھتی جاتی ہے اتنی اتنی نعت ــ یعنی مدحِ رسولؐ کا جذبہ بھی بڑھتا جاتا ہے۔ کہنا یہ ہے کہ نعت کا گلشن آج کل خوب پھل پھول رہا ہے۔

اسی گلشن کا ایک بلبلِ خوش نوا حفیظ تائب ہے، جس کی نعت، اب اپنے زمانے پر اپنا نقش قائم کر چکی ہے۔ لہٰذا تعریف و تعارف کی کوئی سعی، اُس کے کمالِ فن کی تنقیص کے برابر ہو گی۔

یہ تو ظاہر ہے کہ ہر صنف کی طرح، نعت میں بھی ہر شاعر یا نعت گو کی ایک انفرادی آواز ہوتی ہے، جو اُسے دوسروں سے ممتاز کرتی ہے۔ حفیظ تائب کی

نعت کی بھی ایک انفرادی آواز ہے، جو عصر کے دوسرے نعت گوؤں سے اُسے ممتاز کرتی ہے۔

یہ آواز ہے — وفورِ شوق و عقیدت — وہ لہجہ جو ادب و لحاظ کا پاسدار ہے۔ حفیظ تائب کی نعت کو پڑھ کر کچھ یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ ایک ایسا وصاف ہے، جو حضورؐ کے روبرو کھڑا ہے، اس کی نگاہیں جھکی ہوئی ہیں اور اس کی آواز احترام کی وجہ سے دھیمی ہے، مگر نہ ایسی کہ سنائی ہی نہ دے اور نہ ایسی اونچی کہ سُوادب کا گمان گزرے۔ شوق ہے کہ اُمڈا آتا ہے اور ادب ہے کہ سمٹا جارہا ہے۔

حفیظ تائب کی ہر نعت میں یہ کیفیت موجود رہتی ہے، مگر اس کی نعت صرف آواز اور لہجہ ہی نہیں، اس میں حرفِ مطلب بھی ہے، یعنی وصفِ حسن بھی ہے، مگر غزل کا سا نہیں، اظہارِ شوق بھی ہے مگر گیت کا سا نہیں، توصیف بھی ہے، مگر قصیدے کے مانند نہیں، اس میں التجا و تمنّا بھی ہے مگر گدایانہ نہیں۔ اس میں طلب و تقاضا بھی ہے مگر زر و مال اور متاعِ قلیلِ دنیا کا نہیں، انسانیت کے لیے چارہ جوئی کا حفیظ تائب اپنی نعت کا تجزیہ یوں کرتے ہیں:

مدحِ نبیؐ وہ چشمۂ نور و حضور ہے
جس سے ہیں تابناک مرے خدّ و خالِ فن
شیرازۂ حیات ہے وابستۂ حضورؐ
پروردۂ نگاہِ کرم اعتدالِ فن

حفیظ تائب حضورؐ کے حضور میں جب پیش ہوتے ہیں تو آج کے انسان اور آج کے مسلمان کی حاجتیں لے کر جاتے ہیں۔ وہ آج کے انسان اور آج کے مسلمان کی زبان میں آج کے تصوّرات کے حوالے سے، بات کرتے ہیں۔ مثلاً

شہِ دیں کے فکر و نگاہ سے مٹے نسل و رنگ کے تفرقے

نہ رہا تفاخرِ منصبی نہ رعونتِ نسبی رہی

حفیظ تائب ایک اُمتی کی حیثیت سے اُمت کی مشکلات پیش کرتے ہیں:

اپنی اُمت کے برہنہ سر پہ رکھ شفقت کا ہاتھ

پونچھ دے انسانیت کی چشمِ تر خیر البشرؐ

موجودہ معاشرے کے اخلاقی زوال کی طرف متوجہ کر کے حضورؐ سے چارہ گری چاہتے ہیں۔

اخلاق کا یہ کساد مولاؐ

انصاف کا یہ زوال آقاؐ

جاری ہے زیست کی رگوں میں

زہرِ زر و سیم و مال آقاؐ

دیکھا تھا نہ چشمِ آدمی نے

اخلاص کا ایسا کال آقاؐ

اُمت کو عروج پھر عطا ہو غم سے ہے بہت نڈھال آقاؐ

اتباعِ شریعت کے دعوے تو ہیں روح شیدائے تقلیدِ افرنگ ہے

روح ویران ہے، آنکھ حیران ہے، ایک بحران تھا، ایک بحران ہے

گلشنوں، شہروں، قریوں پہ ہے پَرفشاں ایک گمبھیر افسردگی یا نبیؐ

ان سب باتوں کے باوجود حفیظ تائب نے اپنی نعت کو مادی اغراض کے شوائب سے پاک رکھنے کی کوشش کی ہے ــــ اور اس روش سے بچے ہیں، جو

مادیت نواز شاعروں کے یہاں آج کل عام ہے، کہ نعت جیسے پاک و صاف اور منزّہ و مصفّا مضمون کو بھی مادّی نظریات و تصوّرات کی تبلیغ کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ ایسی نعتیں در اصل، حضورؐ سے محبّت سے زیادہ اپنے نظریے سے محبّت کا اظہار کرتی ہیں۔

حفیظ تائب کی عقیدت، بے لوث، بے غرض ہر مادی مدّعا سے پاک ہے۔ ایک سادہ انسان کے اس عشق سے مشابہت رکھتی ہے جو محبّت برائے محبّت کرتا ہو اور اسے یہ بھی معلوم نہ ہو کہ اسے کچھ مانگنا بھی ہے۔

حفیظ تائب کی نعتیں، ہر دوسرے نعت گو سے الگ پہچانی جاتی ہیں۔ خلوص، ادب، دم بخود احترام، آنکھ میں نم، دل میں شوق اور شوق میں دبا ہوا غم۔

اسی لیے زبان و بیان میں کمال درجے کی شستگی اور شائستگی، سکون و سکوت اور برجستگی کے باوجود متانت جو لازمۂ ادب ہے۔ آرائش کا یہ رنگ اور اور زیبائش کا یہ ڈھنگ صلّوا علیہ و آلہٖ میں ہر جگہ جلوہ افزا ہے۔

"المامن" اردو نگر
ملتان روڈ، لاہور

سید عبداللہ

مقدّمہ

ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں

ایم۔ اے ۔ ایل ایل۔ بی ۔ پی ایچ ۔ ڈی ۔ ڈی لٹ

حضور انور صلّی اللہ علیہ وسلّم سے محبّت اور عقیدت کس مسلمان کو نہیں ؟ بلکہ میں تو یہ بھی کہوں گا کہ اس محبّت کے بغیر ایک مسلمان جی نہیں سکتا ۔ اور غالباً ایسا کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ انبیاء علیہم السلام میں سے صرف حضور انور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اُمّت کو یہ شرف حاصل ہے کہ اُس کا ہر فرد (موجودہ نسلوں میں بھی) حضورؐ کے لیے اپنی جان بھی قربان کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہتا ہے ۔ حضور انور صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے انبیائے سابقین (علیہم السّلام) کو بھی اپنا بھائی" کہا ہے اور ہم جیسے سیاہ کار اُمّتیوں کو بھی" بھائی قرار دیا ہے ۔ ایک حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ" حضور انور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ہم کو یہ تمنّا ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کو دیکھتے ۔ اصحابؓ نے عرض کیا : یا رسول اللہؐ ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ۔۔ فرمایا کہ تم تو میرے اصحاب ہو اور ہمارے بھائی وہ لوگ ہیں جو ابھی نہیں آئے ..."

یہی وجہ ہے کہ یہ اخوت اور محبّت آج بھی مسلمانوں کے دلوں میں جاگزیں ہے اور اس کے مظاہرے مختلف طریقوں سے ہوتے رہتے ہیں ۔ نعت بھی اظہارِ محبّت و عقیدت کا ایک ذریعہ ہے جس کی ابتدا قرآن سے ہوئی اور پھر صحابۂ کرام رضؓ میں حضرت کعب بن زہیرؓ اور حضرت حسّان بن ثابت رضؓ سے لے کر آج تک بے شمار مسلمانوں نے اسے اپنے لیے ذریعۂ مغفرت سمجھا ۔ موجودہ دَور میں حضرت حفیظ تائبؔ بھی اُن خوش نصیب نعت گو شعرا میں امتیازی شان رکھتے ہیں جو شاعری ہی اس لیے کرتے ہیں کہ ؏

وقفِ ذکرِ شہِ حجاز رہوں

اور ــــــ

قبر میری بحقِ ختمِ رسلؐ ۔۔۔ ہو فراخ و معنبر و پُر نور
سائبانِ کرم ہو سر پہ مرے ۔۔۔ برمیدانِ حشر یومِ نشور
آخرت کے سبھی مراحل میں ۔۔۔ میرے نزدیک تر ہوں میرے حضورؐ

حضرت نائب کی پختہ کاری اور قادر الکلامی کا اندازہ اس مجموعۂ کلام کی حمد ہی سے ہو جاتا ہے جہاں وہ فرماتے ہیں :-

کس کا نظام راہ نما ہے افق افق — کس کا دوام گونج رہا ہے افق افق
شانِ جلال کس کی عیاں ہے جبل جبل — رنگِ جمال کس کا جما ہے اُفق اُفق
کس کے لیے نجوم بکف ہے روش روش — بابِ شہود کس کا کھلا ہے اُفق اُفق
کس کے لیے سرودِ صبا ہے چمن چمن — کس کے لیے نمودِ ضیا ہے اُفق اُفق

وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں جس بے قراری اور بے تابی کا اظہار کرتے ہیں، اہلِ دل حضرات ہی ان اشعار سے اندازہ کر سکتے ہیں :-

جی رہا ہوں میں اس دیار سے دور — چارہ جُو جیسے چارہ کار سے دور
آبجو کی طرح ہوں سرگرداں — نکل آیا ہوں کوہسار سے دور
اک بگولا ہوں دشتِ غربت میں — قریۂ راحت و قرار سے دور
وہم ہوں، خواب ہوں، خیال ہوں میں — بے حقیقت ہوں کوئے یار سے دور

کب ہو گی شبِ ہجراں کی سحر اے سرورِ عالم صلِ علیٰ
کب ہو گی دعا لبریزِ اثر اے سرورِ عالم صلِ علیٰ
سب اذنِ حضوری مانگتے ہیں، کیا نالۂ شب، کیا آہِ سحر
کیا سوزِ جگر، کیا دامنِ تر اے سرورِ عالم صلِ علیٰ

تصورات کے صحرا میں وہ حرم اُبھرا — کھلے گلاب مری دھول دھول آنکھوں میں
غمِ حیات، غمِ عاقبت، غمِ فرقت — ہوا ہے کتنے غموں کا شمول آنکھوں میں

لیکن اس بے قراری اور بے تابی کو جب "رنگِ قبول" حاصل ہوتا ہے تو حضرت نائب اپنی قسمت پر اس طرح نازاں ہوتے ہیں :-

قدموں میں شہنشاہِ دو عالم کے پڑا ہوں
میں ذرۂ ناچیز ہوں یا بختِ رسا ہوں

اب کونسی نعمت کی طلب حق سے کروں میں
دہلیز پہ سلطانِ مدینہؐ کی کھڑا ہوں
اے کاش ذرا دیر یہیں وقت ٹھہر جائے
میں پیشِ رسولِ عربیؐ نعت سرا ہوں

قلب کی راحت، آنکھوں کا سرور اور روح کی بالیدگی سب کچھ اُن کے کرم کی محتاج ہے۔ حضرت تائب بالکل صحیح فرماتے ہیں :-

ہو کرم تو نکل ہی آتی ہے — حاضری کے شرف کی بھی صورت
جاں کریں اُن کی آبرو پہ نثار — زندہ رہنے کی ہے یہی صورت
جا بسیں اُن کے شہر میں تائبؔ — یہ سکوں کی ہے آخری صورت

اس والہانہ عقیدت اور محبت کے باوجود حضرت تائبؔ نے نعت میں مبالغے سے احتراز کیا ہے اور اپنے اکثر مضامین قرآن پاک سے لیے ہیں۔ مثلاً :-

نہ جھپکی آنکھ جس کی روبروئے جلوۂ باری
سرِ قوسین ذاتِ ربِّ عزت دیکھنے والا (النجم ۱۷)

خُلقِ عظیم و اُسوۂ کامل حضورؐ کا!
آدابِ زیست سارے جہاں کو سکھا گیا (القلم ۴، الاحزاب ۲۱)

یہ حریصٌ علیکم کی تفسیر ہے — مفلسوں بیکسوں کے نصیر آپ ہیں (التوبہ ۱۲۸)

نبیؐ کے ہر سخن میں ہے جھلک وحیِ الٰہی کی
حدیثِ مصطفیٰؐ پہ مرحبا کہیے بجا کہیے (النجم ۳-۴)

اس عابدِ حرا کی ترتیل و خامشی پر
قرباں ہیں سب ترنم، صدقے ہیں سب تکلم (المزمل ۳-۴)

اے رحمتِ عالمؐ تری یادوں کی بدولت
کس درجہ سکوں میں ہے مرا قلبِ تپیدہ (الانبیا ۱۰۷)

معنوی محاسن کے علاوہ حضرت تائب کے یہاں ذخیرۂ الفاظ بھی وسیع ہے اور الفاظ کی بندش میں دلکشی بھی بہت ہے۔ مثلاً وہ ایک نعت میں کہتے ہیں :۔

خوش خصال و خوش خیال و خوش خبر خیر البشرؐ　　خوش نژاد و خوش نہاد و خوش نظر خیر البشرؐ
دل نواز و دل پذیر و دل نشین و دل کشا　　چارہ ساز و چارہ کار و چارہ گر خیر البشرؐ
حُسنِ فطرت، حُسنِ موجودات، حُسنِ کائنات　　نورِ ایماں، نورِ جاں، نورِ بصر خیر البشرؐ
سر بسر مہر و مروّت، سر بسر صدق و صفا　　سر بسر لطف و عنایت سر بسر خیر البشرؐ

الفاظ کی فراوانی کے علاوہ عمدہ عمدہ ردیفوں کی فراوانی بھی ہے۔ مثلاً اس قسم کی ردیفیں بہت ہیں :۔

سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، صلِّ علیٰ، بیّد الوریٰ، ماشاء اللہ، اللہ غنی وغیرہ۔ پھر ترکیبات اور تشبیہات و استعارات بھی بکثرت ہیں اور بعض مقامات پر علّامہ اقبال کا پرتو نظر آتا ہے۔ مثلاً :۔

اے روحِ تخلیق اے شاہِ لولاک　　ہو جائے پُر نور کشکولِ ادراک
انوار تیرے، آثار تیرے　　از دامنِ خاک تا اوجِ افلاک
عالم ہے تجھ سے گلشن بداماں　　عالم میں تھا کیا جز خار و خاشاک

ظہورِ سرورؐ کون و مکاں ظہورِ حیات　　اُنھی کے فکر کی خیرات ہے شعورِ حیات

زیست کے عنواں اشاراتِ رسولؐ ہاشمی　　عصر در آغوش لمحاتِ رسولؐ ہاشمی

رسولِ عالمیاںؐ ذاتِ لم یزل کا حبیبؐ　　وہ جس کا لطف بہر رنگ ہے دلوں کے قریب
نبیؐ کی سیرتِ عالم فروز کا پرتو　　فروغِ حسنِ تمدّن، تجلّیٔ تہذیب

بہر حال حضرت حفیظ تائب کسی کی داد اور تعریف کے محتاج نہیں۔ اُن کے لیے نعت گوئی ہی سرمایۂ افتخار ہے جیسا کہ وہ خود کہتے ہیں :۔

مدحتِ سرکار ہے سرمایۂ صد افتخار　　کاسۂ فن میں ہے خیراتِ رسولِؐ ہاشمی

اللہ پاک اس "خیرات" کو اُن کے لیے دونوں جہانوں میں سرمایۂ خیر بنائے — آمین

زبانم قابلِ حمدِ خدا شد
کہ با نامِ محمدؐ آشنا شد

(بیدلؔ)

یہ وآلہ

حمد

کس کا نظام راہ نما ہے افق افق
کس کا دوام گونج رہا ہے افق افق

شانِ جلال کس کی عیاں ہے جبل جبل
رنگِ جمال کس کا جما ہے افق افق

کس کے لیے نجوم بکف ہے روش روش
بابِ شہود کس کا کھلا ہے افق افق

کس کے لیے سرودِ صبا ہے چمن چمن
کس کے لیے نمودِ ضیا ہے افق افق

مکتوم کس کی موجِ کرم ہے صدف صدف
مرقوم کس کا حرفِ وفا ہے افق افق

کس کی طلب ہیں اہلِ محبت ہیں داغ داغ
کس کی ادا سے حشر بپا ہے افق افق

سوزاں ہے کس کی یاد میں تابِ نفس نفس
فرقت میں کس کی شعلہ نوا ہے افق افق

دعا

یارب ثنا میں کعبؓ کی دلکش ادا ملے
فتنوں کی دوپہر میں سکوں کی ردا ملے

حسانؓ کا شکوہِ بیاں مجھ کو ہو عطا
تائیدِ جبرئیلؑ بوقتِ ثنا ملے

بوصیریؒ عظیم کا ہوں میں بھی مقتدی
بیماریٔ الم سے مجھے بھی شفا ملے

جامیؒ کا جذب، لہجۂ قدسیؒ نصیب ہو
سعدیؒ کا صدقہ شعر کو اذنِ بقا ملے

آئے قضا شہیدیؒ خوش بخت کی طرح
دُوری میں بھی حضوریٔ احمد رضاؒ ملے

مجھ کو عطا ہو ندرِ بیانِ ظفر علیؒ
محسنؒ کی ندرتوں سے مرا سلسلا ملے

حالیؒ کے درد سے ہو مرا فکر استوار
ادراکِ خاص حضرتِ اقبالؒ کا ملے

جو مدحتِ نبیؐ میں رہا بامراد و شاد
اُس کاروانِ شوق سے تائبؔ بھی جا ملے

—

کیا فکر کی جولانی، کیا عرضِ ہنر مندی
توصیفِ پیمبرؐ ہے توفیقِ خداوندی

(حافظ محمد افضل فقیر)

اعلیہ وآلہ

آیۂ نور

جب کیا میں نے قصدِ نعتِ حضورؐ — ہوئے یکجا شعور و تحتِ شعور
روحِ ممدوحؐ دستگیر ہوئی — شاملِ حال تھا لطفِ ربِّ غفور
ورنہ میں اور محامدِ احمدؐ — جس کی خاطر ہوا یہ نور و ظہور
خود خدا جس کا ہے ستائش گر — رحمتِ عالمیں ہے جو مذکور
وہ کہ ہے مظہرِ دعائے خلیلؑ — ذکر جس کا ہے جابجا مسطور
دی بشارت مسیحؑ نے جس کی — لے کے آیا جو آخری منشور
ذات جس کی مبشّر و منذر — جس کا دیں ہے مظفّر و منصور
وہ کہ ہے عادل و عزیز و امیں — وہ کہ ہے شاہد و شفیع و شکور
مقتدی جس کے ہیں نبی سارے — کلمہ گو ہیں جس کے وحش و طیور
نطق جس کا حیات کا دستور — زندگی جس کی ہے منارۂ نور

حُسن سے جس کے کائنات حسیں
خُلق سے جس کے خلق ہے مسحور

جس کے فقرِ غیور کے آگے
منفعل فرِّ قیصر و فغفور

ڈھال جس کی محافظِ اخیار
تیغ جس کی عدوئے اہلِ شرور

جس کے قدموں میں زندگی کی بہار
جس کے دم سے ہے رنگ و بُو کا وفور

وہ کہ ہے سوز و سازِ نبضِ حیات
وہ کہ ہے غایتِ سنین و شہور

وہ کہ ہے دولتِ دلِ مفلس
وہ کہ ہے زورِ بازوئے مزدور

اُس کی خدمت میں کچھ بہ رنگِ غزل
بہ امیدِ قبول و قرب و حضور

جی رہا ہوں میں اُس دیار سے دُور
چارہ جُو جیسے چارہ کار سے دور

ہوں سراپائے حسرتِ دیدار
آج میں شہرِ یار سے دور

آبِ جُو کی طرح ہوں سرگرداں
نکل آیا ہوں کوہسار سے دور

اِک بگولا ہوں دشتِ غربت میں
قریۂ راحت و قرار سے دور

اِک گلِ حیرت و ملال ہوں میں
مسکرایا ہوں شاخسار سے دور

وہم ہوں خواب ہوں خیال ہوں میں
بے حقیقت ہوں کوئے یار سے دور

لب پہ آیا ہُوا سوال ہوں میں — محفلِ یار رازدار سے دور

تیر کھایا ہُوا غزال ہوں میں — غمگسارانِ جاں نثار سے دور

گم ہوں یادِ حبیبؐ میں تائب — فکرِ فردا کے خلفشار سے دور

پھر ہوا سازِ مدح زمزمہ سنج — پھر ہوئی روح کیف سے معمور

مٹ گئے فاصلے دل وجاں کے — نہ رہا فرقِ ظاہر و مستور

زہے الطافِ سیدؐ ابرار — مطمئن ہو گیا دلِ رنجور

زہے اکرامِ رحمتِؐ عالم — محترم ہو گئے جو تھے مقہور

امیؐ نکتہ داں کی حکمت سے — حل ہوئے سب مسائلِ جمہور

آیۂ نور چہرۂ روشن — کیوں نہ تابندہ ہو شبِ دیجور

دافعِ رنج و یاس و کرب و الم — قاطعِ کفر و شرک و فسق و فجور

محورِ منتہائے فکر و نظر — چارہ فرمائے خاطرِ مہجور

راحت و اعتبارِ دیدۂ تر — عظمت و اختیارِ ھر مجبور

اُس کے اوصاف کا احاطہ کروں
یہ کہاں تاب، یہ کہاں مقدور

چارہ جُز اعترافِ عجز نہیں
ذہن قاصر، شعور ہے معذور

صلۂ مدحِ مصطفٰے چاہوں
یہ نہیں میری طبع کو منظور

کیا یہ اعزاز کم ہے میرے لیے
نعتِ خیر الوریٰ پہ ہوں مامور

میرا ہر سانس ہے سپاس گزار
اے خداوندِ فکر و فہم و شعور

بہ تقاضائے دیدۂ بے تاب
کچھ نہ کچھ مانگنا ہے مجھ کو ضرور

سوچتا ہوں کہ تجھ سے کیا مانگوں
اے خدائے کریم و ربِّ غیور

میرا دامانِ آرزو محدود
اور تیرا کرم ہے لامحصور

ہاں خطا سے مری ہو صرفِ نظر
سعیٔ ناقص ہو مقبل و مشکور

حرزِ جاں ہو مجھے ثنائے رسولؐ
رگ و پے میں ہو کیفِ جذب و سرور

لب ہیں ترجمانِ صدق و صفا
دل ہو کذب و مبالغہ سے نفور

قبر میری بحقِّ ختمِ رسلؐ
ہو فراخ و معنبر و پُر نور

سائبانِ کرم ہو سر پہ مرے
سرِ میدانِ حشر یومِ نشور

آخرت کے سبھی مراحل میں
میرے نزدیک تر ہوں میرے حضورؐ

التماسِ کرم بہ حضورِ تاجدارِ حرم

اے مظہرِ لایزال آقا — سر تا بہ قدم جمال آقا
وحشی ہے صرصرِ حوادث — گرتا ہوں مجھے سنبھال آقا
دل دستِ فشار میں ہے ایسے — جیسے کوئی یرغمال آقا
رسمیں ہیں تمام جاہلانہ — قدریں ہیں پائمال آقا
اِک وصف ہے انتہا پسندی — اِک عیب ہے اعتدال آقا
دیکھا تھا نہ چشمِ آدمی نے — اخلاص کا ایسا کال آقا
اخلاق کا یہ کساد مولا — انصاف کا یہ زوال آقا
جاری ہے زیست کی رگوں میں — زہرِ زر و سیم و مال آقا
آتی ہے نظر سکوں کی مظہر — صورت کوئی خال خال آقا

جائیں تو کدھر کہ چار جانب
فتنوں کے بچھے ہیں جال آقا

اعصاب جواب دے چلے ہیں
ہر شکل ہے اک سوال آقا

بے صرفہ گزرتے جا رہے ہیں
روز و شب و ماہ و سال آقا

حالات سبھی ہیں بدلے بدلے
ہر سانس ہُوا وبال آقا

بے برگ ہوں بے وقار ہوں میں
بے ہمسر و بے مثال آقا

میں غیر کے ہاتھ دیکھتا ہوں
اے سر تا پا نوال آقا

ہر سمت سے حسرتوں نے گھیرا
ہوں آج شکستہ بال آقا

ہو تیرے کرم سے مجھ کو شکوہ
میری یہ کہاں مجال آقا

گھبرا کے مصائب و فتن سے
کی جرأتِ عرضِ حال آقا

سینے کی جراحتوں کا تجھ بن
ممکن نہیں اندمال آقا

دم گھٹنے لگا ہے تیرگی میں
پھر جادۂ جاں اُجال آقا

دریوزہ گرِ کرم رہا ہے
فردا ہو کہ میرا حال آقا

شاہا مرے جاں نواز شاہا
آقا مرے خوش سگال آقا

تو تیغ ہے جابروں کے حق میں
تو ہر بیکس کی ڈھال آقا

لرزاں تری عظمتوں کے آگے ذرّوں کی طرح جبال آقا
بحر و بر و دشت پر ابھی تک طاری ہے ترا جلال آقا
دیتا ہے سکوں دل و نظر کو ہر آن ترا خیال آقا

اُمّت کو عروج پھر عطا ہو
غم سے ہے بہت نڈھال آقا

—

○

خوش خصال و خوش خیال و خوش خبر، خیر البشرؐ
خوش نژاد و خوش نہاد و خوش نظر، خیر البشرؐ

دل نواز و دلپذیر و دل نشین و دلکشا
چارہ ساز و چارہ کار و چارہ گر، خیر البشرؐ

حسنِ فطرت، حسنِ موجودات، حسنِ کائنات
نورِ ایقاں، نورِ جاں، نورِ بصر، خیر البشرؐ

سربسر مہر و مروّت، سربسر صدق و صفا
سربسر لطف و عنایت، سربسر خیر البشرؐ

اعتدالِ دین و دنیا، اتصالِ جسم و جاں
اندمالِ زخمِ ہر قلب و جگر، خیر البشرؐ

آفتابِ اوجِ خوبی، ماہتابِ برتری
آب و تابِ چہرۂ شام و سحر خیر البشرؐ

ساحلِ بحرِ تمنّا، حاصلِ کشتِ وفا
حاملِ قرآن و شمشیر و سپر خیر البشرؐ

صاحبِ خلقِ عظیم و صاحبِ لطفِ عمیم
صاحبِ حق، صاحبِ شقّ القمر خیر البشرؐ

کارزارِ دہر میں وجہِ ظفر، وجہِ سکوں
عرصۂ محشر میں وجہِ درگزر خیر البشرؐ

حدِّ فاصل خیر و شر کے درمیاں ذاتِ نبیؐ
شاہراہِ زندگی میں معتبر خیر البشرؐ

آدمی کے اوّلیں درد آشنا شاہِؐ ہدیٰ
آگہی کے آخریں پیغامبر خیر البشرؐ

خیرِ ہر ذی روح کی خیر الوریٰؐ ، خیر الانامؐ
خیرِ ہر انسان کی خیر البشرؐ ، خیر البشرؐ

اپنی اُمّت کے برہنہ سر پہ رکھ شفقت کا ہاتھ
پونچھ دے انسانیت کی چشمِ تر خیر البشرؐ

رُونما کب ہو گا راہِ زیست پر منزل کا چاند
ختم کب ہو گا اندھیروں کا سفر خیر البشرؐ

کب ملے گا ملّتِ بیضا کو پھر اوجِ کمال
کب شبِ حالات کی ہو گی سحر خیر البشرؐ

خدمتِ اقدس میں یہ نذرِ عقیدت ہو قبول
کیا سخن ور اور کیا عرضِ ہنر خیر البشرؐ

در پہ پہنچے کس طرح وہ بے نوا، بے بال و پر
اِک نظر تائبؔ کے حالِ زار پر خیر البشرؐ

○

پائی نہ تیرے لطف کی حد سیّد الوریٰؐ
تجھ پر فدا مرے اب و جد سیّد الوریٰؐ

تیری ثنا ورائے نگاہ و خیال ہے
فخرِ رسل، حبیبِ صمد، سیّد الوریٰؐ

تو مہرِ لازوال سرِ مطلعِ ازل
تو طاقِ جاں میں شمعِ ابد سیّد الوریٰ

عرفان و علم، فہم و ذکا تیرے خانہ زاد
اے جانِ عشق، روحِ خرد، سیّد الوریٰؐ

تو اک اٹل ثبوت خدا کے وجود کا
تو ہر دلیلِ کفر کا رد، سیّد الوریٰؐ

اہلِ جہاں کو ایسی نظر ہی نہیں ملی
دیکھے جو تیرا سایۂ قد سیّدالوریٰؐ

گزرے جو اس طرف سے وہ گرویدہ ہو ترا
یوں عنبریں ہو میری لحد سیّدالوریٰؐ

در کارِ مرگ و زیست کے ہر موڑ پر مجھے
تیری پناہ، تیری مدد، سیّدالوریٰؐ

نائب کی یہ دعا ہے کہ اُس کی بیاضِ نعت
بن جائے مغفرت کی سند سیّدالوریٰؐ

○

بادِ رحمت سنک سنک جائے — وادیٔ جاں مہک مہک جائے
جب چھڑے بات نطقِ حضرتؐ کی — غنچۂ فن چٹک چٹک جائے
راہِ طیبہ کا جب خیال آئے — شبِ ہجراں چمک چمک جائے
جب سمائے نظر میں وہ پیکر — ذہن میرا دمک دمک جائے
فیضِ چشمِ حضورؐ کیا کہنا — ساغرِ دل چھلک چھلک جائے
نامِ پاک اُن کا ہو لبوں سے ادا — شہد گویا ٹپک ٹپک جائے
ارضِ دل سے اُٹھے نوائے درود — گونج اس کی فلک فلک جائے
رہ نما گر نہ ہو وہ سیرتِ پاک — ہر مسافر بھٹک بھٹک جائے
چشمِ سرکارؐ گر نہ ہو نگراں — نسلِ آدم بہک بہک جائے
کون وہ فرد ہے کہ جس کے لیے — دلِ فطرت دھڑک دھڑک جائے

مطلعِ کائنات پر تائبؔ
نور کس کا جھلک جھلک جائے

○

دے تبسّم کی خیرات ماحول کو ہم کو درکار ہے روشنی یا نبیؐ
ایک شیریں جھلک، ایک نوریں ڈلک تلخ و تاریک ہے زندگی یا نبیؐ

اے نویدِ مسیحا تری قوم کا حال عیسیٰؑ کی بھیڑوں سے ابتر ہُوا
اس کے کمزور اور بے ہنر ہاتھ سے چھین لی چرخ نے برتری یا نبیؐ

کام ہم نے رکھا صرف اذکار سے تیری تعلیم اپنائی اغیار نے
حشر میں منہ دکھائیں گے کیسے تجھے ہم سے ناکردہ کار اُمّتی یا نبیؐ

دشمنِ جاں ہُوا میرا اپنا لہو میرے اندر عدو میرے باہر عدو
ماجرائے تحیّر ہے پُرسیدنی، صورتِ حال ہے دیدنی یا نبیؐ

روح ویران ہے، آنکھ حیران ہے، ایک بحران تھا، ایک بحران ہے
گلشنوں، شہروں، قریوں پہ ہے پرفشاں ایک گمبھیر افسردگی یا نبیؐ

سچ مرے دور میں جرم ہے، عیب ہے، جھوٹ فنِ عظیم آج لاریب ہے
ایک اعزاز ہے جہل و بے رہ روی، ایک آزار ہے آگہی یا نبیؐ

راز داں اس جہاں میں بناؤں کسے، روح کے زخم جاکر دکھاؤں کسے
غیر کے سامنے کیوں تماشا بنوں، کیوں کروں دوستوں کو دُکھی یا نبیؐ

زیست کے تپتے صحرا پہ شاہِ عربؐ، تیرے اکرام کا ابر برسے گا کب
کب ہری ہوگی شاخِ تمنّا مری، کب مٹے گی مری تشنگی یا نبیؐ

یا نبیؐ اب تو آشوبِ حالات نے تیری یادوں کے چہرے بھی دھندلا دیئے
دیکھ لے تیرے تائبؔ کی نغمہ گری، بنتی جاتی ہے نوحہ گری یا نبیؐ

○

اے روحِ تخلیق! اے شاہِ لولاک!
ہو جائے پُر نور کشکولِ ادراک

انوار تیرے، آثار تیرے
از دامنِ خاک تا اوجِ افلاک

تیرے سوالی، تیرے طلبگار
کیا قلبِ محزوں، کیا چشمِ نمناک

عالم ہے تجھ سے گلشن بداماں،
عالم میں تھا کیا جُز خار و خاشاک

تیری نظر سے ہر دم رہے شاد
آباد، آزاد، یہ خطۂ پاک

شاہا! بہاکر مجھ کو نہ لے جائے
یہ سیلِ الحاد، یہ موجِ بے باک

تو جس کو چاہے جیسے نواز ے
دنیا و دیں ہیں سب تیری املاک

○

رہی عمر بھر جو انیسِ جاں وہ بس آرزوئے نبیؐ رہی
کبھی اشک بن کے رواں ہوئی کبھی درد بن کے دبی رہی

شہِؐ دیں کے فکر و نگاہ سے مٹے نسل و رنگ کے تفرقے
نہ رہا تفاخرِ منصبی، نہ رعونتِ نسبی رہی

سرِ دشتِ زیست برس گیا، جو سحابِ رحمتِ مصطفیٰؐ
نہ خرد کی بے ثمری رہی، نہ جنوں کی تشنہ لبی رہی

تھی ہزار تیرگیٔ فتن، نہ بھٹک سکا مرا فکر و فن
مری کائناتِ خیال پر نظرِ شہِؐ عربی رہی

وہ صفا کا مہرِ منیر ہے طلب اُس کی نورِ ضمیر ہے
یہی روزگارِ فقیر ہے، یہی التجائے شبی رہی

وہی ساعتیں تھیں سرور کی، وہی دن تھے حاصلِ زندگی
بحضورِ شافعِ اُمتاں مری جن دنوں طلبی رہی

○

تج کے بے روح مشاغل اے دل
چھیڑ حضرتؐ کے شمائل اے دل

مگر اتنا تجھے احساس رہے
سخت مشکل ہے یہ منزل اے دل

نارسا فکرِ سخنور ہے یہاں
وہ تو ہیں خلق کا حاصل اے دل

بے شمار اُن کی عنایات اے جاں
بے کراں اُن کے فضائل اے دل

نہ کوئی اُن کا محاسن میں شریک
نہ کوئی اُن کا مماثل اے دل

نامِ پاک اُن کا ہے طغرائے نجات
اُن پہ قرآں ہُوا نازل اے دل

وہی پیغام برِ فطرت ہیں
کائنات اُن کی ہے قائل اے دل

پیروی اُن کی جو لازم ٹھہرے
حل ہوں انساں کے مسائل اے دل

اُن کا آئینِ محبت ہو عام
نہ رہے کوئی بھی مشکل اے دل

ضبطِ جذبات یہاں لازم ہے
اُن کا دربار ہے اے دل اے دل

کرمِ سرورِ دیں چارۂ غم
یہ تلاطم ہے وہ ساحل اے دل

تیری کوتاہی و غفلت کے سوا
ہے کوئی راہ میں حائل اے دل

کسبِ نور آپ سے تو بھی کر لے
اور ہو جا مہِ کامل اے دل

○

خوشبو ہے دو عالم میں تری اے گلِ چیدہ
کس منہ سے بیاں ہوں ترے اوصافِ حمیدہ

سیرت ہے تری جوہرِ آئینۂ تہذیب
روشن ترے جلووں سے جہانِ دل و دیدہ

تو روحِ زمن، رنگِ چمن، ابرِ بہاراں
تو حسنِ سخن، شانِ ادب، جانِ قصیدہ

تجھ سا کوئی آیا ہے نہ آئے گا جہاں میں
دیتا ہے گواہی یہی عالم کا جریدہ

مضمر تری تقلید میں عالم کی بھلائی
میرا یہی ایماں ہے، یہی میرا عقیدہ

اے ہادیٔ برحق تری ہر بات ہے سچی
دیدہ سے بھی بڑھ کر ہے ترے لب سے شنیدہ

اے رحمتِ عالم تری یادوں کی بدولت
کس درجہ سکوں میں ہے مرا قلبِ تپیدہ

ہے طالبِ الطاف مرا حالِ پریشاں
محتاجِ عنایت ہے مرا رنگِ پریدہ

خیرات مجھے اپنی محبّت کی عطا کر
آیا ہوں ترے در پہ بہ دامانِ دریدہ

یوں دُور ہوں تائب میں حریمِ نبوی سے
صحرا میں ہو جس طرح کوئی شاخِ بریدہ

—

○

جلوۂ فطرت، چشمۂ رحمت، سیرتِ اطہر ماشاءاللہ
حسنِ مکمل، فیضِ مسلسل، خیرِ سراسر ماشاءاللہ

سب نے سُنا اعلانِ رسالت، تقویٰ ہے معیارِ فضیلت
یکساں ٹھہرے ابیض و اسود، اصفر و احمر ماشاءاللہ

صورتِ فاتح غالب ہوکر، داخلِ مکّہ جب ہُوئے سرورؐ
ناقے پہ آئے سر کو جھکائے حمد لبوں پر ماشاءاللہ

شانِ قناعت کا ہے شاہد، خندق کا ہر ایک مجاہد
ضربِ نبیؐ نے فتح و ظفر کے کھول دیئے در ماشاءاللہ

مونس و ہمدم ذکرِ خدا ہے، معرفتِ حق سرمایا ہے
شوق ہے مرکب، صبر ردا ہے، شانِ پیمبرؐ ماشاءاللہ

○

ہر منفعتِ دنیا سے ہوئے ہم مستغنی اللہ غنی
اللہ غنی، اکرامِ شہِ مکّی مدنی، اللہ غنی

سرمایۂ جاں، نورِ یزداں، وہ جس کی ذات پہ ہے نازاں
گل پیرہنی، نوریں بدنی، شیریں سخنی، اللہ غنی

اس پیکرِ خُلقِ عظیم کو تھی ملحوظ انساں کی بہبودی
منظور نہ تھی اعدا کی بھی خاطر شکنی، اللہ غنی

اس قامتِ رعنا کو دیکھا، جب ہر گلشن میں جلوہ نما
بولا بہ زبانِ حال ہر اک سروِ چمنی، اللہ غنی

کام آیا نالۂ نیم شبی، نائبؔ ٹھہرا مدّاحِ نبیؐ
کیا خوب اس بے تدبیر کی بھی تقدیر بنی، اللہ غنی

○

نعتِ حضرتؐ مری پہچان ہے سبحان اللہ
یہی دنیا، یہی ایمان ہے سبحان اللہ

جس سے پہلے کسی تخلیق کا عنواں بھی نہ تھا
وہ مرے شعر کا عنوان ہے سبحان اللہ

میں گنہگار و خطاکار مگر اُس کی یاد
مہرباں مجھ پہ بہر آن ہے سبحان اللہ

جس پہ مرکوز ہیں سب نکتہ وروں کی نظریں
ایک اُمیؐ کا دبستان ہے سبحان اللہ

جو بنو سعد کے ریوڑ کا محافظ تھا کبھی
وہ دو عالم کا نگہبان ہے سبحان اللہ

جو چٹائی پہ جھکائے ہوئے سر بیٹھا ہے
دین و دنیا کا وہ سلطان ہے سبحان اللہ

یاد ہے بات مجھے حضرتِ صدیقہؓ کی
آپ کا خُلق بھی قرآن ہے سبحان اللہ

—

○

کھلا بابِ حرم الحمدللہ — کرم ہے دمبدم الحمدللہ
پیام راحتِ دارین لائے — نگہبانِ امم الحمدللہ
بیاضِ صبحِ رحمت نے مٹایا — سوادِ شامِ غم الحمدللہ
نسیمِ خیر سے مہکے ممالک — عرب سے تا عجم الحمدللہ
جہاں کی گلشن آرائی کا پھر سے — ہوا ساماں بہم الحمدللہ
قدومِ سرورِ دیں سے بیاباں — ہوئے رشکِ ارم الحمدللہ
نبیؐ نے ضربِ لا اللہ سے توڑے — جہالت کے صنم الحمدللہ
کیا تسلیم اُن کو زندگی ہیں — دل و جاں سے حکم الحمدللہ

بہ فیضِ شاہِ دیںؐ اُونچے ہیں تائب
عزائم کے عَلم الحمدللہ!

○

نورِ نبیؐ ہے نظّارہ گستر اللہ اکبر
گلشن بہ گلشن، منظر بہ منظر اللہ اکبر

گفتار شیریں، افکار زرّیں، کردار نوریں
اللہ اکبر ، اللہ اکبر ، اللہ اکبر

پیشِ نبیؐ ہیں پاسِ ادب سے، اصحاب خاموش
ہے دولتِ دید ہر شے سے بڑھ کر اللہ اکبر

نوری و ناری، آبی و خاکی زیرِ کرم ہیں
مہتاب سائل، خورشید چاکر اللہ اکبر

زیرِ قدومِ سرکارِ والا، عرشِ معلا
تا قابَ قوسین اوجِ پیمبرؐ اللہ اکبر

حق لامکاں میں اُس کی ثنا کا تا بَ طلبگار
تھا اُدْنُ مِنّی فرمانِ داور اللہ اکبر

—

○

اے سرورِ دیں نور ہے یکسر تری سیرت
افکار کو کرتی ہے منوّر تری سیرت

با خیر کا معمورۂ پُر نور و معنبر
با حسن کا موّاج سمندر تری سیرت

زیبائیٔ افکار کا مصدر ترے انوار
رعنائیٔ کردار کا جوہر تری سیرت

رنگیں چمنستانِ حیات اس کی ضیا سے
نوریں صفتِ چشمۂ خاور تری سیرت

ہر بندۂ نادار کی قوّت، تری رحمت
ہر رہروِ درماندہ کی رہبر تری سیرت

آتی ہے نظر پیکرِ جاں میں تری تنویر
ہر نقش کو کرتی ہے اجاگر تری سیرت

ہر رہ پہ مرا ہاتھ لیے ہاتھ میں اپنے
چلتی ہے مرے ساتھ برابر تری سیرت

شعر اُس کے نہ کیوں ہوں نظر افروز و دلآویز
نائبؔ کے خیالوں کا ہے محور تری سیرت

○

دلوں کی تہہ میں پوشیدہ محبّت دیکھنے والا
وہ محبوبِ خدا جذبوں کی وسعت دیکھنے والا

وہی ہے سننے والا ان کہے الفاظ چاہت کے
وہی ہے ان لکھے حرفِ ارادت دیکھنے والا

ہُوا ہے کون بُجز مولائے سلمانؓ و بلالؓ اب تک
بجائے حسنِ صورت، نورِ سیرت دیکھنے والا

مکان و لا مکاں کی شوکتیں زیرِ قدم اُس کے
وہ موجود و عدم کی ہر ولایت دیکھنے والا

نہ جھپکی آنکھ جس کی رو بروئے جلوۂ باری
سرِ قوسین ذاتِ ربِّ عزّت دیکھنے والا

شبستانِ حرا کیونکر نہ بنتا مرکزِ عرفاں
کہ ہے پہلے پہل نورِ نبوّت دیکھنے والا

رسولؐ اللہ کی الفت سے ہر دل میں اُجالا ہے
زمانے میں ہے یہ رنگِ عقیدت دیکھنے والا

○

روح میں نقش چھوڑتی صورت
وہ پیمبرؐ کی ہاشمی صورت

پیکرِ مصطفیٰؐ سے زیباتر
متصوّر نہیں کوئی صورت

سر بسر حسن، سر بسر تنویر
آپ کی سیرت، آپ کی صورت

ہو کرم تو نکل ہی آتی ہے
حاضری کے شرف کی بھی صورت

جاں کریں اُن کی آبرو پہ نثار
زندہ رہنے کی ہے یہی صورت

جا بسیں اُن کے شہر میں تائب
یہ سکوں کی ہے آخری صورت

—

○

منارِ رشد و ہدایت، سحابِ رحمت و جود
مرے رسولؐ کا اسوہ، مرے نبیؐ کا وجود

طلوعِ مہرِ رسالت وداعِ ظلمتِ شب
مرے رسولؐ کی بعثت ہے صبحِ نو کی نمود

مرے حضورؐ کے در پر لگی ہے سب کی نگاہ
مرے نبیؐ سے ہے وابستہ خلق کی بہبود

نبیؐ کے دم سے روانی ہے نبضِ دوراں میں
نبیؐ کے عزم سے ہے پاش پاش سحرِ جمود

نبیؐ نے ضربتِ خُلقِ عظیم سے توڑے
کدورتوں کے طلسمات، رنگتوں کے قیود

خدائے پاک کے ممدوح اور مدح سرا
مرے نبیؐ ہیں بیک وقت حامد و محمود

مرے نبیؐ کی ضرورت ہے ہر جگہ، ہر دم
ہو عرصہ گاہِ قیامت، عدم ہو یا موجود

مرے نبیؐ کی ریاست میں ہیں سبھی تائب
یہ بحر و بر، یہ خلا و ملا، یہ چرخِ کبود

—

○

یوں ذہن میں جمالِ رسالت سما گیا
میرا جہانِ فکر و نظر جگمگا گیا

خُلقِ عظیم و اسوۂ کامل حضورؐ کا
آدابِ زیست سارے جہاں کو سکھا گیا

اس کے قدم سے پھُوٹ پڑا چشمۂ بہار
وہ دشتِ زندگی کو گلستاں بنا گیا

انوارِ حق سے جس نے بھرا دامنِ حیات
جو نکہتِ وفا سے زمانے بسا گیا

رہ جائے گا بھرم مرے حرفِ نیاز کا
اس بارگاہِ ناز میں گر بار پا گیا

کتنا بڑا کرم ہے کہ تائب سا بے ہُنر
توصیفِ مصطفٰےؐ کے لیے چن لیا گیا

—

○

ظہورِ سرّ وجودِ کون و مکاں، ظہورِ حیات
انہی کے فکر کی خیرات ہے شعورِ حیات

وہ جن کی شان سے ارض و سما کی آرائش
وہ جن کے دم سے فروزاں ہے نزد و دُورِ حیات

انہی کے حسن کا پرتو ہے عالمِ امکاں
انہی کے جلووں کا عکسِ جمیل نورِ حیات

انہی کی راہ سے ملتی ہے منزلِ عرفاں
انہی کی چاہ سے وابستہ ہے سرورِ حیات

جمال اُن کا ہے تابِ فروغِ دیدہ وراں
مقال اُن کا سکوں بخشِ ناصبورِ حیات

ماورائے حدِ ادراک رسولِ اکرمؐ
غایتِ کُن، شہِ لولاک، رسولِ اکرمؐ

تیری رحمت کی بدولت، تری نسبت کے طفیل
خاک ہے روکشِ افلاک رسولِ اکرمؐ

ستمِ دہر میں ہے حرفِ تسلّی تیرا
مرہمِ سینۂ صد چاک رسولِ اکرمؐ

زیست کے درد و الم کی کوئی وقعت ہی نہیں
آخرت ہو جو طرب ناک رسولِ اکرمؐ

زہرِ عصیاں کا اثر ہوتا ہے جس سے زائل
یاد تیری ہے وہ تریاک رسولِ اکرمؐ

تیرا جلوہ ہے، ترا دیں ہے، ترا اُسوہ ہے
طلبِ دیدۂ نمناک، رسولِ اکرمؐ

سارے عالم میں تری دھوم حبیبِ داور
ساری خلقت پہ تری دھاک رسولِ اکرمؐ

حشر میں بھی ترے پرچم کے تلے ہو تابؔ
اس پہ بھی ہو نگہِ پاک رسولِ اکرمؐ

—

○

نامِ رسولؐ سے ہے نمودِ کمالِ فن
اس نقش نے نکھار دیا ہے جمالِ فن

مدحِ نبیؐ وہ چشمۂ نور و حضور ہے
جس سے ہیں تابناک مرے خدّ و خالِ فن

دربارِ مصطفیٰؐ کی تمنا لیے ہوئے
دشتِ حجاز میں ہے خراماں غزالِ فن

شیرازۂ حیات ہے وابستۂ حضورؐ
پروردۂ نگاہِ کرم اعتدالِ فن

محبوبِ کبریا کا سراپا رقم کرے
کب فکر کو یہ تاب کہاں یہ مجالِ فن

وہ رہروانِ زیست نہ پھر تشنہ لب رہے
بخشا رسولِ پاک نے جن کو زلالِ فن

—

○

انبیاؑ میں عدیم النظیر آپ ہیں
زیست پیکر ہے اس کا ضمیر آپ ہیں

سروَرِ کائنات آپ کی ذات ہے
بے نیازِ سپاہ و سریر آپ ہیں

آپ ہیں خیر و برکت کی بادِ خنک
جود و رحمت کا ابرِ مطیر آپ ہیں

روشنی جس کی مدھم نہ ہوگی کبھی
وہ ہدایت کا مہرِ منیر آپ ہیں

یہ حریصٌ علیکم کی تفسیر ہے
مفلسوں، بیکسوں کے نصیر آپ ہیں

ہیں کسی بھیڑ میں بھی اکیلا نہیں
ہر قدم پر مرے دستگیر آپ ہیں

یہ عنایت بھی تائب کوئی کم نہیں
اِس دُکھی روح کے ہم صفیر آپ ہیں

—

○

خلق کیوں اُس کی نہ گرویدہ ہو
وہ جو خالق کا پسندیدہ ہو

ہو گیا نطق پھر آمادۂ نعت
اب تو شاد اے دلِ غم دیدہ ہو

اُس پہ ہوتی ہے عنایت کیا کیا
اُمّتی گر کوئی رنجیدہ ہو

شانۂ حکمتِ شہؐ سلجھائے
کاکلِ زیست جو ژولیدہ ہو

آرزو ہے کہ نہالِ افکار
فیضِ سرکارؐ سے بالیدہ ہو

غمِ دوراں اُسے کیا یاد آئے
یادِ خواجہؒ میں جو غلطیدہ ہو

دیکھیے کب ہیں چلوں سُوئے حجاز
سرخرو کب طلبِ دیدہ ہو

تائبؔ آسودۂ رحمت ہے وہ فرد
خاکِ طیبہ میں جو خوابیدہ ہو

○

عالم افروز ہیں کس درجہ حرا کے جلوے

جن کے پرتو سے اُٹھے ارض و سما کے جلوے

چہرۂ زیست کی ضو حسنِ پیمبرؐ کی جھلک

چشمِ ہستی کی ضیا بدرِ دجیٰ کے جلوے

والضحیٰ رُوئے منوّر ہے تو واللیل ہے زلف

اُن کے فیضان سے ہیں صبح و مسا کے جلوے

شبِ معراج رسولانِ سلف کے ہمراہ

دیکھے ہے سیّدؐ لولاک لما کے جلوے

لطف ہی لطف ہے اُس رحمتِ عالم کی نظر

خیر ہی خیر ہیں شاہِؐ دوسرا کے جلوے

مجھ سیہ کار کو دیتے ہیں شفاعت کی نوید

شاہِؐ ابرار کی شب رنگ عبا کے جلوے

نشاطِ روح خیالِ محمدؐ عربی
بہارِ زیست جمالِ محمدؐ عربی

جنہیں بنا کے مصوّر بھی آپ ہے مسرور
وہ نقش ہیں خد و خالِ محمدؐ عربی

دیارِ فکر و نظر جس سے جگمگاتے ہیں
وہ ہے ضیائے خصالِ محمدؐ عربی

زہے قناعت و فقرِ رسولؐ عالمیاں
خوشا عروج و کمالِ محمدؐ عربی

خدا کی عزّت و عظمت کا شاہدِ صادق
جہاں میں جاہ و جلالِ محمّدِ عربی

برس کے مشرق و مغرب کو کر گیا سیراب
سحابِ جود و نوالِ محمّدِ عربی

خوشا نصیب کہ بحرِ حیات میں تائب
ملا سفینۂ آلِ محمّدِ عربی

○

غنی ہے نادار اے شہِ ابرار
عجیب شے ہے ترا پیار اے شہِ ابرار

اُٹھا کے آنکھ نہ دیکھے زر دگر کی طرف
تری نظر کا طلب گار اے شہِ ابرار

زمانہ بدلے، بدل جائیں سب کی سب اقدار
رہے گا تو مرا معیار اے شہِ ابرار

سرِ نیاز مرا خم رہے گا تیرے حضور
تمام دہر کے مختار اے شہِ ابرار

کرم کرم کہ نہیں ہے ترے کرم کے سوا
جہاں میں کوئی بھی غمخوار اے شہِؑ ابرار

مدد مدد کہ کمر ٹوٹنے کو ہے میری
غمِ جہاں کا ہے وہ بار اے شہِؑ ابرار

ملے اماں کہ شب و روز بڑھتی جاتی ہے
سپاہِ کرب کی یلغار اے شہِؑ ابرار

○

کہاں زبانِ سخن ور، کہاں ثنائے حبیبؐ
امید وارِ عنایت ہے نغمہ زائے حبیبؐ

یہ کائنات ہے لطفِ نبیؐ کی آئنہ دار
رہِ حیات میں تاباں ہیں نقشِ پائے حبیبؐ

شریکِ خستہ دلاں دردمندیٔ حضرتؐ
محیطِ کون ومکاں دامنِ عطائے حبیبؐ

خدائے پاک کو مطلوب اتّباعِ نبیؐ
خدائے پاک کو محبوب ہر ادائے حبیبؐ

مری لحد کو معنبر کرے گی یادِ رسولؐ
اُجال دے گا اسے جلوۂ لقائے حبیبؐ

نہ جانے کب ہو زیارت کی آرزو پوری
نہ جانے کونسی منزل میں ہے ولائے حبیبؐ

○

نبیؐ کو مظہرِ شانِ خدا کہیے، بجا کہیے
شہِؐ عالم، امامِ انبیا کہیے، بجا کہیے

نبیؐ کے ہر سخن میں ہے جھلک وحیِ الٰہی کی
حدیثِ مصطفٰےؐ پر مرحبا کہیے، بجا کہیے

دو عالم جن کے جلووں کی ضیا پاشی سے روشن ہیں
اُنھیں شمس الضحیٰ، بدر الدجیٰ کہیے، بجا کہیے

ہوئی تکمیل جن کی ذات پر ہر خیر و برکت کی
اُنھیں خیر البشر، خیر الورٰی کہیے، بجا کہیے

لقب ہیں رحمۃ للعالمیں، ختم الرسل جن کے
اُنھیں لطفِ خدا کی انتہا کہیے، بجا کہیے

غریبوں کی جو ثروت ہیں، ضعیفوں کی جو قوت ہیں
اُنھیں عالم کے ہر دُکھ کی دوا کہیے، بجا کہیے

مری تسکیں، مری بخشش، مری توقیر کے ضامن
محمدؐ ہیں محمدؐ برملا کہیے، بجا کہیے

سرِ تسلیم خم کیجے نبیؐ کے حکم پر نائبؔ
نبیؐ کے نام پر صلِّ علیٰ کہیے، بجا کہیے

○

دل بھی کیا ہے بس اِک طلب کے سوا
آرزوئے حبیبِؐ رب کے سوا

آنکھ کیا ڈھونڈتی ہے صدیوں سے
جلوۂ روئے منتخب کے سوا

افقِ لامکاں پہ جو چمکا
کون تھا وہ مہِ عرب کے سوا

باریابی کا مصطفٰےؐ کے حضور
کچھ ذریعہ نہیں ادب کے سوا

—

○

زیست کے عنواں اشاراتِ رسولؐ ہاشمی
عصر در آغوش لمحاتِ رسولؐ ہاشمی

ایک معیارِ مجلّا خاک سے افلاک تک،
اعتبارِ آب و گل ذاتِ رسولؐ ہاشمی

جانِ عدل و خیر اُن کی سیرتِ عالم نواز
نفیِ ظلم و جبر اثباتِ رسولؐ ہاشمی

لامکاں سے ہیں بہت آگے مقاماتِ نبیؐ
کس نے دیکھے ہیں نہایاتِ رسولؐ ہاشمی

جس کی رحمت نے مٹایا امتیازِ ما و تو
حبّذا شانِ مساواتِ رسولِ ہاشمی

دیکھتا ہوں طبع میں اُن کی نوازشہائے خاص
روح میں پاتا ہوں آیاتِ رسولِ ہاشمی

مدحتِ سرکار ہے سرمایۂ صد افتخار
کاسۂ فن میں ہے خیراتِ رسولِ ہاشمی

آپ نے بدلے دلوں کے ساتھ جذبوں کے مزاج
اللہ اللہ انقلاباتِ رسولِ ہاشمی

—

○

وقفِ ذکرِ شہؐ حجاز رہوں
ایک ہی لَے بیں نَے نواز رہوں
عام عشقِ رسولؐ کرنا ہے
اِسی دُھن میں سخن طراز رہوں
نعتِ خیرؐالانام کہتے ہوئے
داد و تحسیں سے بے نیاز رہوں
لذّتِ ذکر سے رہوں سرشار
تپشِ فکر سے گداز رہوں
درِ اقدس کی چاکری چاہوں
یوں طلبگارِ برگ و ساز رہوں
سر جھکا ہو درِ پیمبرؐ پر
تائبؔ اس طرح سرفراز رہوں

○

ہجومِ رنگ ہے میری ملول آنکھوں میں
بسا ہے جب سے ریاضِ رسولؐ آنکھوں میں

تصوّرات کے صحرا میں وہ حرم ابھرا
کھلے گلاب مری دھول دھول آنکھوں میں

فضائے فکر و نظر دُھل کے ہو گئی اُجلی
ہُوا وہ رحمتِ حق کا نزول آنکھوں میں

کہیں جو حد سے بڑھا میرا احساسِ محرومی
امڈ پڑا وہیں ابرِ قبول آنکھوں میں

غمِ حیات، غمِ عاقبت، غمِ فرقت
ہُوا ہے کتنے غموں کا شمول آنکھوں میں

ہری کرے گا وہی شاخِ آرزو تائبؔ
کھلائے جس نے عقیدت کے پھول آنکھوں میں

○

خواب ہی میں رُخِ پُر نور دکھاتے جاتے
تیرگی میرے مقدّر کی مٹاتے جاتے

ڈال کر ایک نظر روح کی پہنائی میں
اس خرابے کو سمن زار بناتے جاتے

غار کو چشمۂ انوار بنانے والے
افقِ دل سے بھی مہتاب اُگاتے جاتے

کاش طیبہ میں سکونت کا شرف مل جاتا
دیکھتے روضۂ سرکارؐ کو آتے جاتے

اُس خنک شہر کو جاتی ہوئی اے نرم ہوا
ساتھ لے جا مرے جذبات بھی جاتے جاتے

○

رونقِ عالمِ رنگ و بو آپؐ ہیں
جلوہ پیرائے ہر کاخ و کُو آپؐ ہیں

موج در موج فیضان ہے آپؐ کا
ساحلِ قلزمِ آرزو آپؐ ہیں

آپ ہیں محور و منتہائے نظر
آپ ہیں حاصلِ گفتگو آپؐ ہیں

منزلِ زیست ہیں آپ کے نقشِ پا
جس طرف جائیے روبرو آپؐ ہیں

آپ ہیں حوصلہ مجھ گراں بار کا
مجھ زیاں کار کی آبرو آپؐ ہیں

جن کی سیرت ہے تابِ حیات آفریں
وہ خوش اطوار و فرخندہ خو آپؐ ہیں

○

جس سے ہے بحرِ جاں میں انوار کا تلاطم
محبوبِ کبریا کا وہ زیرِ لب تبسّم

اُس عابدِ حرا کی ترتیل و خامشی پر
قرباں ہیں سب ترنّم، صدقے ہیں سب تکلّم

تھے محوِ استراحت، اسرا کی رات حضرتؐ
جبریلؑ کہہ رہے تھے کتنے ادب سے قُم قُم

اُڑنے کو پر جو کھولے، رہوارِ مصطفٰے نے
حیرت میں تھے فرشتے اور کائنات گُم سُم

ہم بے لیاقتوں کا سارا بھرم ہے تُم سے
ہم بے بضاعتوں کا ایک آسرا ہو بس تُم

اُترا حریمِ دل میں تائبؔ وہ ماہِ طیبہ
پھر ہو گئے فروزاں نوکِ مژہ پہ انجم

○

روح میں کیفِ ثنا پاتا ہوں
لطفِ شاہِ دوسرا پاتا ہوں

ہادیٔ کون و مکاں آتے ہیں
وجد میں ارض و سما پاتا ہوں

والیٔ کشورِ جاں آتے ہیں
سرِ تسلیم جھکا پاتا ہوں

محرمِ لفظ دبیاں آتے ہیں
درِ اسرار کھلا پاتا ہوں

ہمدمِ خستہ دلاں آتے ہیں
خود کو ہر غم سے رہا پاتا ہوں

اُن کے اکرام ہیں بے حد و حساب
دہر ممنونِ عطا پاتا ہوں

مرضِ جسم ہو یا روح کا روگ
ذکر سے اُن کے شفا پاتا ہوں

خوش عمل گو نہیں خوش بخت ہوں ہیں
اُن کے دامن کی ہوا پاتا ہوں

یادِ سرکارؐ دو عالم کے طفیل
تلخیوں میں بھی مزا پاتا ہوں

تیرہ و تار گزرگاہوں میں
اُن کی ہمّت سے ضیا پاتا ہوں

ان کے احکام بجا لانے میں
سارے عالم کا بھلا پاتا ہوں

ہو کے گم ان کی وِلا میں تائب
چشمۂ آبِ بقا پاتا ہوں

—

○

رسولِؐ عالمیاں، ذاتِ لم یزل کا حبیب
وہ جس کا لطف بہ ہر رنگ ہے دلوں کے قریب

وہ جس کی چشمِ کرم سب کے حال پر یکساں
فقیر ہو کہ شہنشہ، امیر ہو کہ غریب

رُکے نہ راہِ وفا میں نبیؐ کے دیوانے
اگرچہ نصب ہر اک موڑ پہ تھیں دار و صلیب

نبیؐ کی سیرتِ عالم فروز کا پرتو
فروغِ حُسنِ تمدّن، تجلّیِ تہذیب

نظامِ دہر کہ فرسودہ و پریشاں تھا
مرے حضورؐ نے بخشی اسے نئی ترتیب

مرے حضورؐ نے اسرارِ زیست سمجھائے
مرے حضورؐ نے چمکائے آگہی کے نصیب

مرے حضورؐ کی رحمت ہے بیکراں تائب
مرے حضورؐ کا اعلانِ عام لَا تَثْرِیْب

—

○

لب پر نبیؐ کا اسمِ مبارک رواں ہوا
ہر سانس فرطِ شوق سے نکہت فشاں ہوا

سمٹا ہوا تھا غارِ حرا میں جو نورِ پاک
روشن اُسی سے دہر کراں تا کراں ہوا

اس کا کلام خیر کا پیغام بن گیا
اس کا نظام امن و سکوں کا نشاں ہوا

اس کے کرم سے سر دِ چراغاں ہے نخلِ درد
اس کے قدم سے دشتِ وفا، گلستاں ہوا

عقبیٰ کی منزلوں میں بھی ہوگا وہ دستگیر
آسان جس کے فیض سے کارِ جہاں ہوا

رچ بس گئیں خیال میں اُس کی لطافتیں
تائبؔ میں بے نیازِ بہار و خزاں ہوا

○

مہرِ ہدیٰ ہے چہرۂ گلگوں حضورؐ کا
مینارِ نور ہے قدِ موزوں حضورؐ کا

جس کے لیے شفاعتِ اُمت کا تاج ہے
لاریب ہے وہ فرقِ ہمایوں حضورؐ کا

ذکر آپ کا بلند کیا کردگار نے
چرچا ہے کائنات میں افزوں حضورؐ کا

شیدائے حُسنِ خُلق ہیں اپنے بھی غیر بھی
عالم تمام طالب و مفتوں حضورؐ کا

جانے خدا ہی منزلِ معراج آپ کی
پہلا ہی سنگِ میل ہے گردوں حضورؐ کا

تائبؔ ہے مال و جاہ پہ اہلِ جہاں کو ناز
مجھ کو یہ فخر مدح سرا ہوں حضورؐ کا

اترے ملک زمینِ حرم پر ترے حضور
انوار کا نزول ہے یکسر ترے حضور

حاضر ہے تیرا بندۂ کمتر ترے حضور
پلکوں کی اوٹ میں لیے گوہر ترے حضور

فکرِ حکیم سر بگریبان و منفعل
عقلِ سلیم عاری و ششدر ترے حضور

ختمِ رسل کا رتبہ ازل سے تجھے ملا!
ہیں باادب تمام پیمبر ترے حضور

اعجاز یہ بھی ہے ترے خُلقِ عظیم کا
پل بھر میں موم ہو گئے پتھّر ترے حضور

اشجار نے بھی تیری صداقت بیان کی
بولے زبانِ حال سے کنکر ترے حضور

تائب کو آرزو کوئی اس کے سوا نہیں
محشر کے دن ہو تیرا ثنا گر ترے حضور

○

کیا مجھ سے ادا ہوں ترے حق ہادیٔ برحق
مقبول ہو ما تھے کا عرق ہادیٔ برحق

اغیار سرافراز ہوے بزمِ جہاں میں
سیرت سے تری لے کے سبق ہادیٔ برحق

ہم بھول کے پیغام ترا ہو گئے رسوا
جینے نہیں دیتا یہ قلق ہادیٔ برحق

ڈرتا ہوں کہیں صرصرِ دوراں نہ اُڑا لے
باقی ہے جو ایماں کی رمق ہادیٔ برحق

پا کر تری انگشتِ شہادت کا اشارہ
مہتاب کا سینہ ہُوا شق ہادیٔ برحق

اللہ نے بخشی تجھے کونین کی شاہی
محکوم ترے چودہ طبق ہادیٔ برحق

دیتا ہے تری سیرتِ نوریں پہ گواہی
قرآں کا ایک ایک ورق ہادیٔ برحق

لاریب ہے خوں تیرے شہیدانِ وفا کا
جس سے ہے ضیا گیر شفق ، ہادیٔ برحق

تائبؔ کو زمانے کے اندھیروں سے بچالے
پیغامبرِ ربِّ فلق ، ہادیٔ برحق

—

○

جاں آبروئے دیں پہ فدا ہو تو بات ہے
حق عشقِ مصطفٰےؐ کا ادا ہو تو بات ہے

ہر لحظہ دل میں یادِ رسولِ انامؐ ہو
ہر دم لبوں پہ صلِّ علیٰ ہو تو بات ہے

سرکارؐ کی رضا میں ہے اللہ کی رضا
ہر دم رضا رسولؐ کی چاہو تو بات ہے

دیتی ہے یہ پیام ہوائے دیارِ پاک
عشقِ نبیؐ عمل کی بنا ہو تو بات ہے

ہر منزلِ حیات میں پیشِ نگاہِ شوق
ارشادِ خواجۂ دوسرا ہو تو بات ہے

خیر الامم کی شان سے ہم سب ہیں سرفراز
انسانیت کا ہم سے بھلا ہو تو بات ہے

زیست کی روحِ رواں ہے مرے خواجہؐ کی نظر
شاملِ حالِ جہاں ہے مرے خواجہؐ کی نظر

مونسِ غم زدگاں ہے مرے خواجہؐ کی نظر
ہر گھڑی فیض رساں ہے مرے خواجہؐ کی نظر

بصرِ بے بصراں ہے مرے خواجہؐ کی نظر
ہنرِ بے ہنراں ہے مرے خواجہؐ کی نظر

وجہِ تخلیقِ جہاں ہے مرے مولاؐ کا وجود
مژدۂ امن و اماں ہے مرے خواجہؐ کی نظر

تا ابد ہر کلمہ گو کے نگہباں ہیں آپؐ
جانبِ اُمّتیاں ہے مرے خواجہؐ کی نظر

میری سرکارؐ کی رحمت ہے محیطِ عالم
از کراں تا بہ کراں ہے مرے خواجہؐ کی نظر

○

کھلا گئی ہے بہر سُو نبیؐ کی طبعِ نفیس
گلِ وفا، گلِ صدق و صفا، گلِ تقدیس

حضورؐ قافلۂ صادقاں کے راہنما
حضورؐ خیلِ رسولاں کے سربراہ و رئیس

حضورؐ ساری خدائی کے واسطے رحمت
حضورؐ سارے زمانے کے غمگسار و انیس

ہے محکماتِ الٰہی کی دلنشیں تفسیر
زبانِ احمدِ مرسل کا ہر بیانِ سلیس

ہو اُن کے صدقے میں تائبؔ پہ بھی کرم یارب
جو زندگی میں رہے سیّد الوریٰ کے جلیس

○

کب ہوگی شبِ ہجراں کی سحر اے سرورِ عالم صلِّ علیٰ
کب ہوگی دعا لبریزِ اثر اے سرورِ عالم صلِّ علیٰ

کب بابِ کرم کو دیکھیں گے یہ چاک گریباں، خاک بسر
کب ہوگی فقیروں پر بھی نظر اے سرورِ عالم صلِّ علیٰ

ہر آن میں گیت ترے گاؤں، ہر گام پہ شکر بجا لاؤں
قسمت میں ہو گر طیبہ کا سفر اے سرورِ عالم صلِّ علیٰ

سب اذنِ حضوری مانگتے ہیں، کیا نالۂ شب، کیا آہِ سحر
کیا سوزِ جگر، کیا دیدۂ تر اے سرورِ عالم صلِّ علیٰ

دل میں یہ تڑپ ہے تائب و منذرؔ باہم طیبہ کو جائیں
بارانِ کرم ہو دونوں پر اے سرورِ عالم، صلِّ علیٰ

انیؔم

○

تیرا دربار ہے عالی آقاؐ
تیرا کردار مثالی آقاؐ

تیرے جلووں کی ضیا ریزی نے
بزمِ کونین اجالی آقاؐ

لامکاں تیری گزرگاہ میں ہے
شان تیری ہے نرالی آقاؐ

اِک جہاں تیرے کرم کا طالب
ایک عالم ہے سوالی آقاؐ

تو ہے مظلوم کا حامی شاہا
تو ہے نادار کا والی آقاؐ

اُمّتِ خستہ کے تن میں پھر سے
پھونک دے روحِ بلالی آقاؐ

آرزو مندِ حرم ہے کب سے
روح کی بے پر و بالی آقاؐ

تجھے ہر بے سروساماں ہے عزیز
میرا دامن بھی ہے خالی آقاؐ

نعت کے پھول سجا کر تائبؔ
پیش کرتا ہے یہ ڈالی آقاؐ

آفاق رہینِ نظرِ احمدؐ مختار
انفس میں ہے جاری اثرِ احمدؐ مختار

ہر وادیٔ جاں ہے شہِؐ ابرار کی منزل
ہر گوشۂ دل رہگزرِ احمدؐ مختار

منبع ہے اجالوں کا دیارِ شہؐ طیبہ
محور ہے خیالوں کا درِ احمدؐ مختار

تقدیرِ بشر منتظرِ ختمِ رسل تھی
ہر دور میں آئی خبرِ احمدؐ مختار

وہ خواجۂ عالم بھی ہے، سالارِ امم بھی
ہے تاجِ شفاعت بسرِ احمدِؐ مختار

طائف کی مسافت ہو کہ ہجرت کا سماں ہو
ہمت کا سبق ہر سفرِ احمدِؐ مختار

تائب کی رہے لاج سرِ حشر خدایا
کہتے ہیں اسے نغمہ گرِ احمدِؐ مختار

—

○

شوق و نیاز و عجز کے سانچے میں ڈھل کے آ
یہ کوچۂ حبیبؐ ہے، پلکوں سے چل کے آ

امّت کے اولیا بھی ادب سے ہیں دم بخود
یہ بارگاہِ سرورِ دیںؐ ہے سنبھل کے آ

آتا ہے تُو جو شہرِ رسالت مآبؐ میں
حرص و ہوا کے دام سے باہر نکل کے آ

ماہِ عرب کے آگے تری بات کیا بنے
اے ماہتاب! بھیس ہر شب بدل کے آ

سوز و تپش سخن میں اگر چاہتا ہے تُو
عشقِ نبیؐ کی آگ سے تائب پگھل کے آ

صبحِ سعادت

لائے پیامِ رحمتِ حق سیّد البشرؐ
فریادِ آج نوعِ بشر کی سُنی گئی

فاراں کی چوٹیوں سے ہُوا مہر ضو فشاں
ظلمت نصیب شام و سحر کی سُنی گئی

آیا خدا کو رحم زمانے کے حال پر
انسانیت کے دیدۂ تر کی سُنی گئی

آخر ہوئی قبول براہیمؑ کی دعا
ملّت کے زخم ہائے جگر کی سُنی گئی

آدمؑ کی روح جھوم اُٹھی باغِ خلد میں
ایوبؑ کی، مسیحؑ و خضرؑ کی سُنی گئی

اُمّی لقب نے فاش کیے زندگی کے راز
عقل و شعور و علم و ہُنر کی سُنی گئی

بطحا کی وادیوں سے نمودِ سحر ہوئی
آرائشِ حیات برنگِ دگر ہوئی

ناگاہ تیرگی کی ردا چاک ہو گئی
پیشِ نگاہ مطلعِ انوار آ گیا

اسلوب زندگی کا ہوا دلکش و حسیں
امن و سلامتی کا علم دار آ گیا

پا کر خدا سے رحمتِ دارین کا لقب
سارے جہاں کا مونس و غمخوار آ گیا

سلجھیں تمام گیسوئے حکمت کی الجھنیں
جب دہر میں وہ کاشفِ اسرار آگیا

گم گشتگانِ راہ نے پایا سراغِ زیست
میرِ حجاز و قافلہ سالار آگیا

تثلیث و آزری کو مٹانے کے واسطے
دنیا میں اک خدا کا پرستار آگیا

دم توڑتی حیات کی نبضیں سنبھل گئیں
تقدیر کے ستاروں کی راہیں بدل گئیں

—

عیدِ میلادالنبیؐ

آیا ہے وفا کی خوشبو سے سینوں کو بسا دینے والا
آیا ہے جہانِ ویراں کو گلزار بنا دینے والا

آیا ہے نگارِ ہستی کی زلفیں سلجھا دینے والا
آیا ہے عروسِ گیتی کے چہرے کو ضیا دینے والا

آیا ہے تمدّن کی شمعیں عالم میں جلا دینے والا
آیا ہے جہالت کی ظلمت دنیا سے مٹا دینے والا

آیا ہے سسکتی قدروں کو پیغامِ بقا دینے والا
آیا ہے بھٹکتی نسلوں کو منزل کا پتا دینے والا

آیا ہے بشر کو جینے کے آداب سکھا دینے والا
آیا ہے بالآخر انساں کو انسان بنا دینے والا

مہکے ہے فضا سبحان اللہ، کہتے ہیں ستارے صلِّ علیٰ
دل کیوں نہ کہے ماشاء اللہ جاں کیوں نہ پکارے صلِّ علیٰ

—

پھر اُٹھا ہاتھ بہرِ دعا یا نبیؐ

آفتابِ رسالت نہ اُبھرا تھا جب
خاکدانِ جہاں کی تھی حالت عجب

ہر طرف تھیں جہالت کی تاریکیاں
چارسُو تھی فلاکت کی منحوس شب

ڈوبی ڈوبی سی تھی نبضِ صدق و صفا
سہمی سہمی سی تھی روحِ علم و ادب

دَور دورہ زمیں پر تھا الحاد کا
آدمیّت کی ہر قدر تھی جاں بلب

تین سو ساٹھ بت خانۂ حق میں تھے
بت پرستی میں اتنے بڑھے تھے عرب

عام تھا اُن میں آزارِ دخترکشی
ہر کوئی تھا پرستارِ بنتِ عنب

حد سے گزری جو انساں کی بے رہ روی
آگیا جوش میں ناگہاں فضلِ رب

سکۂ حق چلانے حضورؐ آ گئے
نقشِ باطل مٹانے حضورؐ آ گئے

ختم ادوارِ تثلیث و کثرت ہوئے
رنگِ وحدت جمانے حضورؐ آ گئے

معصیت کے عذابِ المناک سے
آدمی کو چھڑانے حضورؐ آ گئے

صرصرِ غم نے مرجھا دیا تھا جنھیں
ایسی کلیاں کھلانے حضورؐ آ گئے

بیکسوں پر کُھلے بابِ لطف و کرم
لعل و گوہر لٹانے حضورؐ آ گئے

جو فروزاں رہیں گی رہِ زیست میں
ایسی شمعیں جلانے حضورؐ آ گئے

تھا سفینہ معیشت کا گرداب میں
پار اُس کو لگانے حضورؐ آ گئے

محفلِ دہر کا پھر عجب رنگ ہے
زندگی کا چلن سخت بے ڈھنگ ہے

امن کا لفظ پابندِ معنی نہیں
سارے عالم پہ اُمڈی ہوئی جنگ ہے

سحرِ زر سے ہے پتّھر ضمیرِ جہاں
عرصۂ زیست نادار پر تنگ ہے

پھول ہیں ہر ہوس کار کے واسطے
اہلِ حق کے لیے بارشِ سنگ ہے

تار الجھے ہوئے سازِ ہستی کے ہیں
بے اثر پھر صداقت کا آہنگ ہے

اشرف المخلوق کے فکر و کردار پر
دم بخود ہے زمیں آسماں دنگ ہے

اتباعِ شریعت کے دعوے تو ہیں
روح شیدائے تقلیدِ افرنگ ہے

—

پھر اُٹھا ہاتھ بہرِ دعا یا نبیؐ
شاد ہو جائے خلقِ خدا یا نبیؐ

لوٹ آئے رہے دیکھتے دیکھتے
دَور عدل و مساوات کا یا نبیؐ

حُرمتِ خونِ انساں ہو سب پر عیاں
پھر چلے خیر کا سلسلا یا نبیؐ

پھر سرافراز ہو اُمتِ آخریں
ختم ہو یورشِ ابتلا یا نبیؐ

دُور مایوسیوں کی شبِ تار ہو
مہرِ اُمید ہو رُو نما یا نبیؐ

زندگی حق پرستوں پہ آسان ہو
پھر ہو ترویجِ مہر و وفا یا نبیؐ

یہ وطن جو بنا ہے ترے نام پر
اس کے سر سے ٹلے ہر بلا یا نبیؐ

معراجِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

تسخیرِ عرصۂ دو سرا آپؐ کے لیے
اعزازِ سیرِ عرشِ علا آپؐ کے لیے
انوارِ لامکاں تھے پیمبرؐ کے منتظر
بابِ مشاہدات کھلا آپؐ کے لیے

اسرا کی شب خدا نے ہزار اہتمام سے
اسرارِ کائنات بتائے حضورؐ کو
گلزارِ خلد، چشمۂ کوثر، حریمِ قدس
سب رنگ، سب مقام دکھائے حضورؐ کو

محبوبؐ نے تحیّۃ و تسلیم پیش کی
تحفے صلوٰۃ و صوم کے حق سے عطا ہوئے
اُمّت کی مغفرت کا ملا مژدۂ حسیں
ابوابِ التفات و عنایات وا ہوئے

معراج کا سفر ہے دلیل اس خیال کی
فتح و ظفر ہے آپ کی اُمّت کے واسطے
ارض و سما، خلا و ملا، سب ہیں رہگزر
شرطِ سفر ہے آپ کی اُمّت کے واسطے

جس طرح ایک اشک سمندر کا بھید ہے
زنجیرِ در میں گنبدِ بے در کا بھید ہے
میرے سمندِ فکر میں باقی نہیں سکت
عجزِ سخن میں اوجِ پیمبرؐ کا بھید ہے

شبِ اسرا

یادِ شبِ اسرا سے جو سینہ مرا چمکا
آنکھوں میں پھری شعلہ بجاں مسجدِ اقصیٰ

جس ارضِ مقدّس پہ خداوندِ جہاں نے
سرکارؐ کو نبیوں کی امامت سے نوازا

جس خاک پہ اصحاب کے سجدوں کے نشاں ہیں
جو ہے مرے اسلاف کی تاریخ کا حصّہ

معراجِ سماوی کا جو ہے نقطۂ آغاز
جو قبلۂ اوّل ہے فدایانِ ہدیٰ کا

جس خاک سے آقا مرے پہنچے سرِ قوسین
طے کرتے ہوئے عرصہ گہِ عرشِ معلّیٰ

دل کو مرے تڑپانے لگی پستیٔ اُمت
جوں جوں مجھے یاد آنے لگی رفعتِ مولیٰ!

اُس شاہؐ کی اُمت ہوئی محتاجِ زمانہ
ہر نعمتِ کونین ہے جس شاہ کا صدقہ

جو دہر میں فیضانِ رسالت کی امیں ہے
وہ قوم ہوئی صدق و عدالت سے معرّا

یہ حالِ زبوں اُمّتِ مرحوم کا یارب!
اب شاعرِ سرکارؐ سے دیکھا نہیں جاتا

پھر ملّتِ بیضا کو سرافرازِ جہاں کر
اب پھیر دے ماضی کی طرف چہرۂ فردا

لوٹا دے بہاریں چمنستانِ صفا کی
لہرا دے زمانے میں صداقت کا پھریرا

حسرت ہے کہ تائب بھی ابُھرتا ہوا دیکھے
ظلمات کی خندق سے ہدایت کا سویرا

—

غزوۂ بدر

غزوۂ بدر وہ تاریخ کا بابِ زرّیں
لے کے آیا جو مسلماں کے لیے فتحِ مبیں

تمتما اُٹھی مسرّت سے مشیّت کی جبیں
یوں صف آرا ہوے آئینِ رسالت کے امیں

دین کی راہ میں وہ مرحلۂ جرأت و شوق
اپنی منزل کو رواں قافلۂ عزم و یقیں

سرِ میداں نکل آئے جو علیؓ و حمزہؓ
ننگ یک بارہ ہوئی عتبہ و شیبہ پہ زمیں

سرفروشانہ لڑے ایسے فدایانِ رسولؐ
کہ فرشتوں کے لبوں پر تھی صدائے تحسین

سازوساماں پہ کوئی تکیہ نہ خوفِ اعدا
فقط اللہ کا پیمان تھا وجہِ تسکیں

گر اسے بدر کا عنواں نہ میسّر آتا
داستان ملّتِ بیضا کی نہ ہوتی رنگیں

—

آرزوئے حضوری

لوگ رخصت ہوئے جو حج کے لیے
جلے میری پلک پلک پہ دیئے

دل میں ہے درد و داغِ مہجوری
وہ حرم سے نگاہ کی دُوری

نہ زر و سیم ہے نہ جنسِ ہنر
صرف شوقِ سفر ہے برگِ سفر

کس طرح آؤں تیرا گھر دیکھوں
کیسے طیبہ کے بام و در دیکھوں

ربِّ کعبہ! کرم کا طالب ہوں
میں تری ذات سے مخاطب ہوں

کون ہے جو مری پکار سُنے
قصّۂ چشمِ اشکبار سُنے

سخت مضطر ہوں خالقِ کونین
ہو میسّر زیارتِ حرمین

گر ملے مجھ کو حاضری کا پیام
چلوں کعبے کو باندھ کر احرام

جب میں باب السّلام سے گزروں
خواہشِ ننگ و نام سے گزروں

آئے جس دم مقامِ ابراہیم[۴]
شوق سے خم کروں سرِ تسلیم

مجھ کو یارب ہو طوفِ کعبہ نصیب
سنگِ اسود بھی ہو لبوں کے قریب

ہو مقدّر میں سر خرد ہونا
ملتزم سے لپٹ لپٹ رونا

پیاس اپنی بجھاؤں زمزم سے
بے نیازی ہو کیف سے کم سے

ہو نظر میں حطیم کا اکرام
ہیں جہاں دفن انبیائے کرام

سعی جب ہو صفا و مروہ کی
یاد ہو ہاجرہ کی بے چینی

جب منیٰ میں قیام ہو میرا
سجدۂ شکر کام ہو میرا

عرفات آئے تو وقوف کروں
جبل الرحمت اُس گھڑی دیکھوں

پھر کروں واپسی پہ قربانی
دل کو گرمائے جوشِ ایمانی

یوں ادا ہو خلیلؑ کی سنّت
اُس رسولِ جلیل کی سنّت

دل میں ہو جذبہ حق شعاری کا
جاں سپاری کا، جاں نثاری کا

میں بصد عجز و انکسار چلوں
جب سوئے شہرِ شہریار چلوں

لے کے انوارِ گنبدِ خضرا
جگمگا لوں میں روح کی دنیا

جالیوں سے لپٹ لپٹ جاؤں
عاجزی سے سمٹ سمٹ جاؤں

پڑھوں سردارِ انبیاء پہ سلام
پڑھوں اصحابِ باصفا پہ سلام

ہو دعائیں جوارِ رحمت میں
سجدہ ریزی ریاضِ جنّت میں

میرے مالک مرے سمیع و بصیر
دیکھوں اس خوابِ خوب کی تعبیر

—

گنبدِ خضرا کے سائے میں

کرم ہے بے نہایت گنبدِ خضرا کے سائے میں
چمک اُٹھی ہے قسمت گنبدِ خضرا کے سائے میں

ہے مظہر آیۂ لَا تَرْفَعُوْا کا زائرِ حضرتؐ
عقیدت کی ہے صورت گنبدِ خضرا کے سائے میں

مواجہ پر سلامِ عجز کوئی پیش کرتا ہے
کسی کو ہے یہ حسرت گنبدِ خضرا کے سائے میں

ستونِ عائشہؓ کے پاس کوئی سر جھکائے ہے
کوئی ہے محوِ حیرت گنبدِ خضرا کے سائے میں

ملی کیا شان حسّانہ کو سرکارِ دو عالم سے
رہے گا تا قیامت گنبدِ خضرا کے سائے میں

ستونِ بی لبابہؓ کے قریں تائب ہوا تائب
ملی ذرّے کو رفعت گنبدِ خضرا کے سائے میں
نظر آئے تہجد اور وفودِ وحی کے منظر
ہوئی بارانِ رحمت گنبدِ خضرا کے سائے میں
نشاناتِ سریر و صفّہ سے آنکھیں ہوئیں روشن
ملی دل کو طراوت گنبدِ خضرا کے سائے میں
جبیں سائی ریاض الجنّۃ میں عینِ سعادت ہے
عبادت ہے عبادت گنبدِ خضرا کے سائے میں
حریمِ سرورِ دیں میں شرف سجدوں کا حاصل ہے
تشہّد کی ہے لذّت گنبدِ خضرا کے سائے میں
مرے بے تاب جذبوں میں ہے صورت شادمانی کی
تڑپنے میں ہے راحت گنبدِ خضرا کے سائے میں
نظر کے سامنے ہیں گنبدِ خضرا کے نظّارے
عجب ہے دل کی حالت گنبدِ خضرا کے سائے میں

یہ دربارِ رسالت ہے بہر سو اُن کے جلوے ہیں
تجلّی کی ہے کثرت گنبدِ خضرا کے سائے ہیں
ہوے جو آستانِ پاک پر حاضر ملی ان کو
شفاعت کی بشارت گنبدِ خضرا کے سائے ہیں
زیارت روضۂ اطہر کی دیدارِ پیمبرؐ ہے
ہوئی کیا کیا عنایت گنبدِ خضرا کے سائے ہیں
رہا تائبؔ پہ لطفِ خاص سرکارِؐ دو عالم کا
ہُوئی توفیقِ مدحت گنبدِ خضرا کے سائے ہیں

○

قدموں میں شہنشاہِ دو عالم کے پڑا ہوں
میں ذرّۂ ناچیز ہوں یا بختِ رسا ہوں

اب کونسی نعمت کی طلب حق سے کروں میں
دہلیز پہ سلطانِ مدینہ کی کھڑا ہوں

اس پیکرِ نوریں کو تصوّر میں بسا کر
میں روضۂ اطہر کی طرف دیکھ رہا ہوں

دامن مرا دھلوایا گیا عرفہ میں پہلے
پھر درگہِ سرکار میں بلوایا گیا ہوں

اے کاش ذرا دیر یہیں وقت ٹھہر جائے
میں پیشِ رسولِ عربی نعت سرا ہوں

○

بارگاہِ نبوی میں جو پذیرائی ہو
گنگ جذبوں کو عطا قوّتِ گویائی ہو

اپنی معراج کو پہنچی ہے مری فکر و نظر
اور کس اوج کی اب روح تمنّائی ہو

میری آنکھیں تو ہیں انوارِ حرم سے روشن
دل میں بھی اُن کی ضیا سے چمن آرائی ہو

زندگی مدحِ پیمبرؐ میں بسر ہو ایسے
نعت میرے لیے سر چشمۂ رعنائی ہو

جو نہ لرزے صفِ باطل کے مقابل آقاؐ
میرے ایماں کو عطا ایسی توانائی ہو

مولانا محمد بخش مسلم

حفیظ تائب کی نعتیں بہت خوب ہیں۔ بہر نوع مرغوب ہیں۔ ان میں بلاغت ہے، راحت ہے، رُوحانیت ہے، شاعری ہے، علم ہے، فن ہے، اسلام ہے، دعوتِ محبت و اطاعت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ میں حفیظ تائب کی خدمت میں خراجِ تحسین و آفرین پیش کرتا ہوں۔

سیّد نذیر نیازی

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عقیدت، جوشِ ایمان، پختگیٔ یقین، کلام کے کس کس پہلو سے داد دی جائے۔

میرزا ادیب

حفیظ تائب ملک کے مایہ ناز شاعر، بالخصوص نعت گو شاعر ہیں۔ انھوں نے بڑے خلوص اور بڑی عقیدت مندی سے حضورِ اکرمؐ کی ذاتِ مبارکہ کے محامد و اوصاف کو خوبصورت شعروں میں سمونے کی کوشش کی ہے۔

حافظ محمد افضل فقیر

"صلوا علیہ و آلہٖ" کا ہر شعر حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت سے لبریز اور باطنی کیفیات کا آئینہ دار ہے۔

حافظ مظہر الدین

گداز کی نعت ہی مل جائے تو بڑی بات ہے۔ آپ کو تو نیاز و گداز دونوں مل گئے ہیں۔

حافظ لدھیانوی
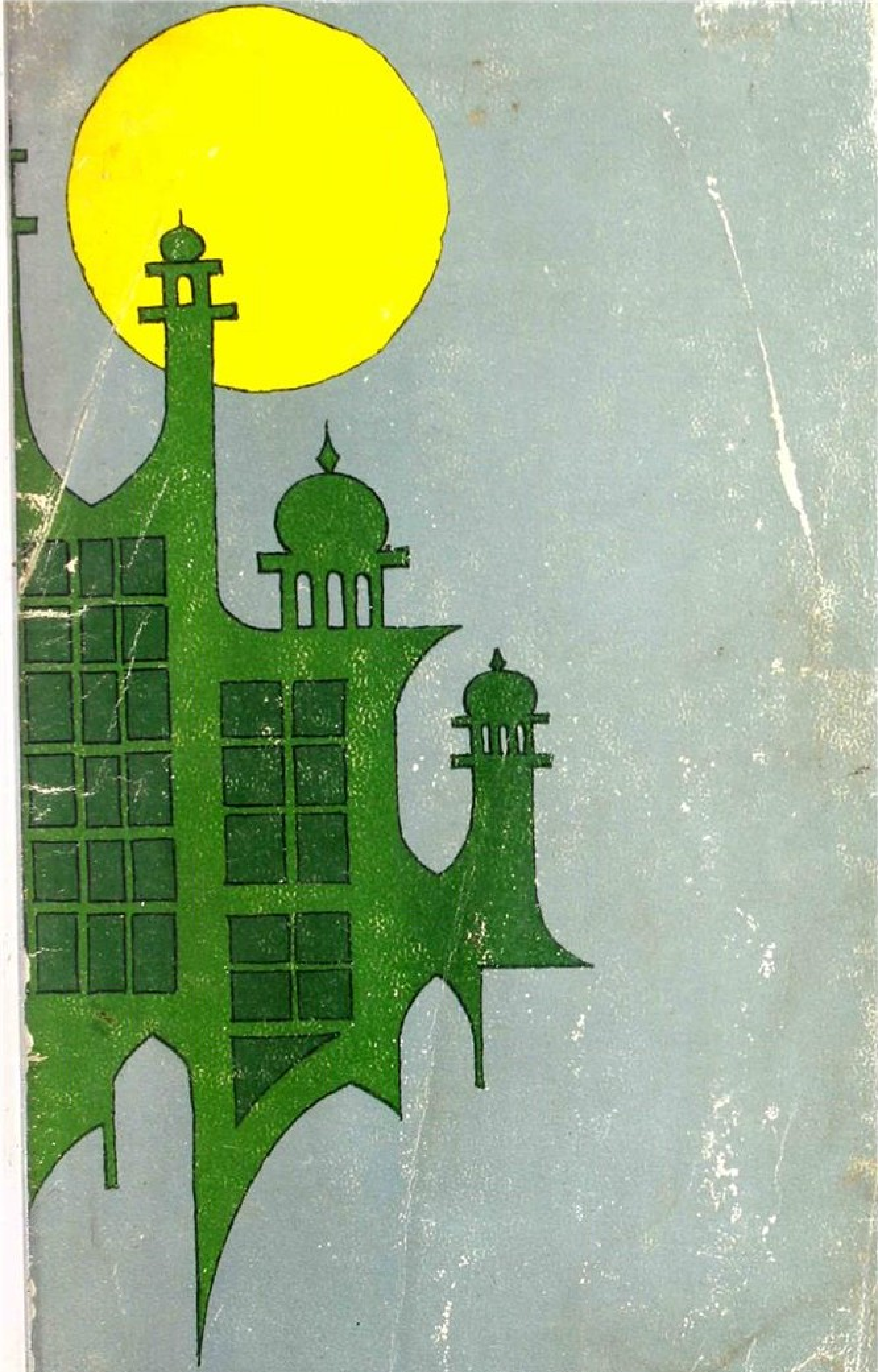
حفیظ تائب واقعی منفرد نعت گو ہیں۔ سرکارِ دو عالم سے بے پناہ عقیدت، عجز و نیاز کا دل گداز پیرایۂ اظہار لیے ہوئے۔ دھیمے دھیمے اسلوب میں الفاظ کا انتخاب، جذبے کا رچاؤ اور کرم پر شکر کا اظہار اُن کی شاعری کی نمایاں خصوصیات ہیں۔